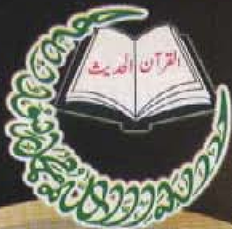
نضر الله امرأ سمع منا حديثا فحفظه حتى يبلغه

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ نزل احسن الحدیث



ماہنامہ

الحدیث

حضرو



مدیر:

حافظ زبیر علی زئی

ذوالقعدہ ۱۴۳۰ھ نومبر ۲۰۰۹ء

- خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار
- سلیمان الاعمش کی ابوصالح وغیرہ سے معنعن روایات کا حکم
- ترکِ رفع یدین کی سب روایات ضعیف و مردود ہیں
- پچاس غلطیاں: سہو یا جھوٹ؟
- عیدین میں بارہ تکبیریں اور رفع یدین



مکتبۃ الحدیث

حضرو اٹک: پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ

ماہنامہ الحدیث حضرو

نضر الله امرأ سمع منا حديثاً فحفظه حتى يبلغه

جلد: 6 | ذوالقعدہ ۱۴۳۰ھ نومبر ۲۰۰۹ء | شمارہ: 11

مدیر
حافظ زبیر علی زئی

معاونین
حافظ ندیم ظہیر
ابو خالد شاکر
محمد اعظم
ابو جابر عبداللہ دامانوی

قیمت
فی شمارہ : 20 روپے
سالانہ : 200 روپے
علاوہ محصول ڈاک
پاکستان: مع محصول ڈاک
250 روپے

اس شمارے میں

خط کتابت
مکتبۃ الحدیث
حضرو ضلع اٹک

ناشر
حافظ شیر محمد
0300-5288783

مقامِ اشاعت
مکتبۃ الحدیث
حضرو ضلع اٹک

برائے رابطہ
0302-5756937

حافظ زبیر علی زئی

اضواء المصابیح

علم کی فضیلت

۲۰۳) وعن أبي هريرة قال قال رسول اللّٰه ﷺ :((إذا مات الإنسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة أشياء : صدقةٍ جارية أو علمٍ ينتفع به أو ولدٍ صالحٍ يدعو له .)) رواه مسلم . اور (سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب انسان مرتا ہے تو اس کے سارے اعمال ختم ہو جاتے ہیں سوائے تین چیزوں کے: صدقہ جاریہ، علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے اور نیک اولاد جو اس کے لئے دعائیں کرے۔ اسے مسلم (۱۴/۱۶۳۱، ابوعوانہ ۳/۱۹۱ ح ۴۷۰۰ واللفظ لہ بزیادۃ ''من'' قبل ''صدقةٍ'') نے روایت کیا ہے۔

فقہ الحدیث: ① مرنے والے کے سارے اعمال ختم ہو جاتے ہیں لیکن اگر وہ مومن مسلمان تھا تو مذکورہ تین اعمال کا اسے مرنے کے بعد بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ ② اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مُردہ دُنیا والوں کی باتیں نہیں سنتا اور نہ کچھ دنیا میں سے دیکھتا ہے۔ یاد رہے کہ جس بات کا استثناء ثابت ہے اُس پر ایمان لانا واجب ہے مثلاً یہ ثابت ہے کہ دفن کے بعد واپس جانے والوں کے جوتوں کی آواز مُردہ سُنتا ہے۔ دیکھئے اضواء المصابیح (۱۲۶) ③ عالم اور طالب علم کو عام لوگوں پر فضیلت حاصل ہے۔ ④ وفات کے بعد، مرنے والے کے لئے قرآن خوانی کا اہتمام یا قُل، ساتواں اور چالیسواں وغیرہ اُسے ذرہ بھر مفید نہیں ہیں، ماسوائے درج بالا تین اعمال کے لہٰذا اس قسم کی بدعات سے اجتناب کرنا چاہئے۔

۲۰۴) وعنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ :((من نفّس عن مؤمن كربة من كرب الدنيا، نفّس اللّٰه عنه كربة من كرب يوم القيامة . ومن يسّر علٰى معسرٍ يسّر اللّٰه عليه فى الدنيا والآخرة . ومن ستر مسلمًا ستره اللّٰه فى

الدنيا والآخرة .والله في عون العبد ما كان العبد في عون أخيه . ومن سلك طريقًا يلتمس فيه علمًا سهل الله له به طريقًا إلى الجنة . وما اجتمع قوم في بيتٍ من بيوت الله يتلون كتاب الله ويتدارسونه بينهم إلا نزلت عليهم السكينة و غشيتهم الرحمة و حفتهم الملائكة و ذكرهم الله فيمن عنده ومن بطأ به عمله لم يسرع به نسبه .)) رواه مسلم . اورانھی (سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جوشخص دنیا کی مصیبتوں میں سے کسی مومن کی مصیبت دور کرے گا تو اللہ قیامت کی سختیوں میں سے اس کی سختی دور فرمائے گا، جوشخص کسی تنگ دست آدمی پر آسانی کرے گا تو اللہ دنیا وآخرت میں اس کے لئے آسانی فرمائے گا، اور جوکسی مسلمان (کے عیب) پر پردہ ڈالے گا تو اللہ دنیا وآخرت میں اس (کے عیوب) پر پردہ ڈالے گا، اللہ (اس) بندے کی مدد کرتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے، اور جوشخص علم حاصل کرنے کے لئے اس کے راستے پر چلے گا تو اللہ اس کا جنت کی طرف راستہ آسان کر دے گا، جولوگ بھی اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوکر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں اس کا درس وتدریس جاری کرتے ہیں تو اُن پر سکون نازل ہوتا ہے اور رحمت انھیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے اُن پر سایہ کرتے ہیں اور اللہ اپنے پاس والوں (مقرب فرشتوں) کے سامنے اُن کا ذکر کرتا ہے، اور جس کا عمل پیچھے رہ جائے تو اُس کا نسب اُسے آگے نہیں لے جائے گا۔ اسے مسلم (۲۶۹۹/۳۸) نے روایت کیا ہے۔

فقہ الحدیث: ① یہ حدیث اس قدر جامع ہے کہ اگر صرف اسی پر صحیح طریقے سے عمل پیرا ہوا جائے تو دنیا امن وسلامتی کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

② اسلام ہمدردی وایثار کا درس دیتا ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا اہلِ ایمان کا شیوہ ہے۔ ③ کسی کے عیوب کی پردہ پوشی درحقیقت اپنے ہی گناہوں کو چھپانا ہے۔

④ طلبِ علم حصولِ جنت کا بہترین ذریعہ ہے، نیز اہلِ علم دوسروں سے افضل ہیں۔

⑤ روزِ قیامت حسب ونسب نہیں بلکہ ایمان اور اعمالِ صالحہ سے ہی کامیابی ملے گی۔

حافظ زبیر علی زئی

توضیح الاحکام

خواب میں نبی کریم ﷺ کا دیدار ممکن ہے

سوال: آپ نے لکھا ہے کہ ''یاد رہے کہ اس فانی دنیا میں نبی کریم ﷺ کا دیدار ہونا کسی صحیح حدیث یا آثارِ سلف صالحین سے ثابت نہیں ہے۔ اگر اس طرح دیدار ہوتا تو صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کو ضرور ہوتا، مگر کسی سے بھی اس کا کوئی ثبوت نہیں آیا۔ رہے اہلِ تصوف اور اہلِ خرافات کے دعوے تو علمی میدان میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔''

(ماہنامہ الحدیث:٦٢ص ١١)

اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟ کیا خواب میں نبی ﷺ کا دیدار ناممکن ہے؟ (اعظم المبارکی)

الجواب: اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں عالمِ بیداری میں نبی ﷺ کا دیدار کسی صحیح حدیث یا آثارِ سلف صالحین سے ثابت نہیں ہے لہٰذا شعرانی وغیرہ قسم کے مبتدعین جو دعوے کرتے رہے ہیں، وہ سارے دعوے غلط اور باطل ہیں، علمی و تحقیقی میدان میں اُن کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ نے فرمایا: بیداری میں نبی ﷺ کی رُویت محال (ناممکن) ہے۔ (التحذیر من البدع لابن باز ص ١٨، الرؤی والاحلام فی سیرۃ خیر الانام لاسامۃ بن کمال ص ٩٨)

رہا عالَمِ خواب اور نیند میں نبی ﷺ کا دیدار ہونا تو بالکل صحیح اور برحق ہے، بشرطیکہ دیدار کا دعویٰ کرنے والا ثقہ اور اہلِ حق میں سے ہو، اُس نے نبی ﷺ کو آپ کی صورتِ مبارکہ پر ہی دیکھا ہو اور یہ خواب دلائلِ شرعیہ کے خلاف نہ ہو۔

بطورِ فائدہ عرض ہے کہ راقم الحروف نے کافی عرصہ پہلے لکھا تھا: ''رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا جا سکتا ہے بشرطیکہ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی اپنی صورت پر دیکھا جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو خواب میں جو دیکھا تو یہ بالکل صحیح ہے وہ آپ ﷺ کی صورت

مبارک پہچانتے تھے۔ ان کے بعد جو بھی دیکھنے کا دعویٰ کرے گا تو اگر اس کا عقیدہ صحیح ہے تو پھر اس کے خواب کو قرآن وحدیث وفہم سلف صالحین پر پیش کیا جائے گا، ورنہ ایسے خوابوں سے دوسرے لوگوں پر حجت قائم کرنا صحیح نہیں ہے۔

یہ بات بالکل صحیح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی شکل مبارک میں شیطان لعین ہرگز نہیں آ سکتا مگر کسی حدیث میں یہ نہیں آیا کہ شیطان جھوٹ نہیں بول سکتا اور کسی دوسری شکل میں آ کر کذب بیانی سے اسے کسی مومن اور صالح شخص کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔

بیداری میں دیکھنے کے دو ہی مطلب ہو سکتے ہیں: ① عہد نبوی میں جس نے آپ ﷺ کو خواب میں دیکھا تو وہ پھر بیداری میں بھی ضرور دیکھے گا لہٰذا یہ حدیث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خاص ہے۔ ② اگر اس حدیث کو عام سمجھا جائے تو پھر دیکھنے والا قیامت کے دن آپ ﷺ کو بیداری میں دیکھے گا۔'' (دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۴۰ ص ۱۲۔۱۳)

فی الحال تین خواب پیشِ خدمت ہیں، جن کی سندیں بھی صحیح ہیں اور خواب دیکھنے والے ثقہ بلکہ فوق الثقہ تھے:

۱: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی وفات کے بعد آپ کو خواب میں دیکھا۔ دیکھئے مسند احمد (۱/۲۴۲ وسندہ حسن لذاتہ) اور ماہنامہ الحدیث (عدد ۱۰ ص ۱۴۔۱۶)

۲: مشہور ثقہ امام ابو جعفر احمد بن اسحاق بن بہلول نے فرمایا: میں اہلِ عراق کے مذہب پر (یعنی تارکِ رفع یدین) تھا پھر میں نے نبی ﷺ کو خواب میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ پہلی تکبیر، رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اُٹھا کر رفع یدین کرتے تھے۔

(سنن الدارقطنی ۱/۲۹۳ ح ۱۱۱۲، وسندہ صحیح)

۳: حافظ الضیاء المقدسی نے فرمایا کہ میں نے حافظ عبدالغنی (بن عبدالواحد بن علی المقدسی رحمہ اللہ) کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا، میں آپ کے پیچھے چل رہا تھا اور میرے اور آپ کے درمیان ایک دوسرا آدمی تھا۔ (سیر اعلام النبلاء ۲۱/۴۶۹)

بہت سے لوگ جھوٹے خواب اور باطل روایات بھی بیان کرتے ہیں، مثلاً محمد زکریا

دیو بندی نے لکھا ہے:

’’حافظ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ باہر جارہا تھا۔ میں نے ایک جوان کو دیکھا کہ جب وہ قدم اٹھاتا ہے یا رکھتا ہے تو یوں کہتا ہے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ. میں نے اس سے پوچھا کیا کسی علمی دلیل سے تیرا یہ عمل ہے؟ (یا محض اپنی رائے سے) اس نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ...... میں نے پوچھا یہ دُرود کیا چیز ہے؟ اس نے کہا، میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا تھا۔ میری ماں وہیں رہ گئی (یعنی مرگئی) اس کا منہ کالا ہوگیا اور اس کا پیٹ پھول گیا جس سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ کوئی بہت بڑا سخت گناہ ہوا ہے۔ اس سے میں نے اللہ جل شانہ، کی طرف دُعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تو میں نے دیکھا کہ تہامہ (حجاز) سے ایک ابر آیا اس سے ایک آدمی ظاہر ہوا۔ اس نے اپنا مبارک ہاتھ میری ماں کے منہ پر پھیرا جس سے وہ بالکل روشن ہوگیا اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو ورم بالکل جاتا رہا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ کون ہیں کہ میری اور میری ماں کی مصیبت کو آپ نے دور کیا۔ انھوں نے فرمایا کہ میں تیرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں میں نے عرض کیا مجھے کوئی وصیت کیجئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی قدم رکھا کرے یا اُٹھایا کرے تو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ. پڑھا کر۔ (نزہتہ)‘‘ (فضائلِ درود ص ۱۲۲۔۱۲۳، تبلیغی نصاب ص ۷۹۳، ۷۹۴)

یہ بالکل جھوٹی حکایت ہے (چاہے اس سے خواب مراد ہو یا عالمِ بیداری کا واقعہ جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ آپ نے غیر عورت کے چہرے اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے شرم وحیا والے تھے کہ آپ نے اپنی ساری زندگی میں کسی غیر عورت سے ہاتھ تک نہیں ملایا تھا۔ یہ حکایت نزہۃ المجالس نامی کتاب میں نہیں ملی اور اگر اس کتاب میں مل بھی جائے تو بھی باطل ہے۔ عبدالرحمٰن صفوری (متوفی ۸۹۴ھ) کی (بے سند روایات والی) کتاب: ’’نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس‘‘ ناقابلِ اعتماد کتاب ہے۔ برہان الدین محدث دمشق نے اس کتاب کو پڑھنے سے منع کیا اور جلال الدین سیوطی نے اس کے مطالعے کو حرام قرار دیا۔ دیکھئے کتاب: کتب حذر منھا العلماء (ج ۲ ص ۱۹)

تنبیہ: اس قسم کا ایک ضعیف ومردود واقعہ ایک مرد میت کے بارے میں ابن ابی الدنیا کی کتاب المنامات (ح ۱۱۸) میں لکھا ہوا ہے لیکن غیر عورت کے بارے میں اس طرح کا کوئی واقعہ کہیں بھی نہیں ملا اور نہ ابونعیم کی کسی کتاب میں اس کا کوئی نام ونشان ہے۔ (۷/ستمبر ۲۰۰۹ء)

حافظ زبیر علی زئی

سلیمان الاعمش کی ابوصالح وغیرہ سے معنعن روایات کا حکم

مشہور ثقہ راوی امام سلیمان بن مہران الاعمش الکوفی رحمہ اللہ کا مدّلس ہونا ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے۔ حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر المقدسی (صدوق) نے لکھا ہے:

''و أخبرنا أحمد بن علي الأديب: أخبرنا الحاكم أبوعبدالله إجازة: حدثنا محمد بن صالح بن هانئ: حدثنا إبراهيم بن أبي طالب: حدثنا رجاء الحافظ المروزي: حدثنا النضر بن شميل قال: سمعت شعبة يقول: كفيتكم تدليس ثلاثة: الأعمش و أبي إسحاق و قتادة''

شعبہ (بن الحجاج البصری رحمہ اللہ) نے فرمایا: تین (آدمیوں) کی تدلیس کے لئے میں تمھارے لئے کافی ہوں: اعمش، ابواسحاق اور قتادہ (مسألۃ التسمیہ ص ۴۷ وسندہ صحیح)

اس روایت کے راویوں کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

① ابوبکر احمد بن علی بن عبداللہ بن عمر بن خلف الشیرازی الادیب ثقہ تھے۔

(دیکھئے الحلقۃ الاولیٰ من تاریخ نیسابور: المنتخب من السیاق لعبدالغافر بن اسماعیل الفارسی ص ۱۳۵ ترجمہ ۲۴۲)

② ابوعبداللہ الحاکم النیسابوری صاحب المستدرک علی الصحیحین مشہور ثقہ وصدوق تھے۔

③ محمد بن صالح بن ہانئ ثقہ تھے۔ دیکھئے المنتظم لابن جوزی (۸۶/۱۴ وفیات: ۳۴۰ھ)

④ ابراہیم بن ابی طالب النیسابوری کی حدیث کو حاکم اور ذہبی دونوں نے صحیح کہا۔ دیکھئے المستدرک (ج ۴ ص ۵۴۲ ح ۸۶۲۹) نیز دیکھئے سیر اعلام النبلاء (۵۴۷/۱۳)

⑤ رجاء بن المرجّی المروزی السمرقندی: حافظ ثقہ تھے۔ دیکھئے تقریب التہذیب (۱۹۲۸)

⑥ نضر بن شمیل ثقہ ثبت تھے۔ دیکھئے تقریب التہذیب (۷۱۳۵)

خلاصہ یہ ہے کہ یہ سند بالکل صحیح ہے۔ اس روایت سے دو باتیں ثابت ہیں:

۱: سلیمان بن مہران الاعمش، ابواسحاق السبیعی اور قتادہ بن دعامہ تینوں مدلس تھے۔

۲: اعمش، ابواسحاق اور قتادہ تینوں سے شعبہ بن الحجاج کی روایت سماع پر محمول ہوتی ہے۔

امام شعبہ کے علاوہ ابو حاتم الرازی، ابن خزیمہ اور دارقطنی وغیرہم نے بھی اعمش کو مدلس قرار دیا ہے۔ دیکھئے میری کتاب: علمی مقالات (ج ا ص ۲۷۱)

بلکہ حافظ ذہبی نے لکھا ہے: ''و هو يدلس و ربما دلس عن ضعيف ولا يدري به'' اور وہ تدلیس کرتے تھے اور بعض اوقات ضعیف (راوی) سے تدلیس کرتے اور اس کا پتا نہیں چلتا تھا۔ (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۲۴)

حافظ ذہبی نے مدلسین کے بارے میں ایک قاعدہ لکھا ہے:

''ثمّ إن كان المدلس عن شيخه ذا تدليس عن الثقات فلا بأس و إن كان ذا تدليس عن الضعفاء فمردود'' پھر (وہاں) اگر مدلس ثقہ راویوں سے تدلیس کرتا تھا تو کوئی حرج نہیں اور اگر وہ ضعفاء (ضعیف راویوں) سے تدلیس کرتا تھا تو (اُس کی روایت) مردود ہے۔ (الموقظۃ مع شرح سلیم الہلالی: کفایۃ الحفظہ ص ۱۹۹)

ثقات سے تدلیس والی مثال صرف سفیان بن عیینہ کی بیان کی جاتی ہے لیکن اس میں نظر ہے، کیونکہ سفیان بن عیینہ کا غیر ثقہ (اور ثقہ مدلسین) سے بھی تدلیس کرنا ثابت ہے۔

ذہبی کے درج بالا قول سے ثابت ہوا کہ جو مدلس راوی غیر ثقہ وضعفاء سے تدلیس کرے تو اس کی عن والی روایت مردود ہوتی ہے لہٰذا اعمش اور سفیان ثوری وغیرہما کی معنعن روایات (غیر صحیحین میں) عدمِ سماع وعدمِ متابعت اور شواہد صحیحہ کی غیر موجودگی میں مردود ہیں۔

حافظ ذہبی نے اعمش کے بارے میں ایک عجیب وغریب بات لکھ دی ہے:

''.... إلا في شيوخ له أكثر عنهم: كإبراهيم و ابن أبي وائل وأبي صالح السمان فإن روايته عن هذا الصنف محمولة على الاتصال''....سوائے ان اساتذہ کے جن سے انھوں (اعمش) نے کثرت سے روایت بیان کی ہے، جیسے ابراہیم (النخعی) ابو وائل (شقیق بن سلمہ/صح) اور ابو صالح السمان تو اس قسم والوں سے ان کی روایت اتصال (تصریحِ سماع) پر محمول ہے۔ (میزن الاعتدال ج ۲ ص ۲۲۴، دوسرا نسخہ ج ۳ ص ۳۱۶)

حافظ ذہبی کے اس قول کے دو معنی ہو سکتے ہیں:

ا: ان مذکورہ شیوخ سے اعمش کی روایات عام طور پر (یا صحیحین میں) اتصال پر محمول ہیں، کیونکہ اُن روایات میں سے اکثر میں سماع کی تصریح مل جاتی ہے۔

۲: ان مذکورہ شیوخ سے اعمش کی تمام روایات اتصال پر محمول ہیں۔

اگر اس سے دوسرا معنی مراد لیا جائے تو کئی لحاظ سے یہ غلط ہے، اس کے غلط اور مردود ہونے کے سولہ (١٦) دلائل درج ذیل ہیں:

۱) امام سفیان بن سعید الثوری رحمہ اللہ نے ایک روایت کے بارے میں فرمایا:

''**حديث الأعمش عن أبي صالح: الإمام ضامن، لا أراه سمعه من أبي صالح**'' اعمش کی ابو صالح سے الامام ضامن والی حدیث، میں نہیں سمجھتا کہ انھوں نے اسے ابو صالح سے سُنا ہے۔ (تقدمۃ الجرح والتعدیل ص ۸۲ وسندہ صحیح)

ایک اور روایت میں ہے کہ سفیان ثوری نے فرمایا: ''**ثنا سليمان هو الأعمش عن أبي صالح ولا أراه سمعه منه...**'' (السنن الکبریٰ للبیہقی ۳/ ۱۲۷، وسندہ حسن)

معلوم ہوا کہ امام سفیان ثوری حافظ ذہبی کا مذکورہ قاعدہ نہیں مانتے تھے۔

۲) حاکم نیشاپوری نے ایک حدیث کے بارے میں کہا: ''**لم يسمع هذا الحديث الأعمش من أبي صالح**'' اعمش نے ابو صالح سے یہ حدیث نہیں سُنی۔

(معرفۃ علوم الحدیث ص ۳۵)

۳) بیہقی نے فرمایا: ''**و هذا الحديث لم يسمعه الأعمش باليقين من أبي صالح....**'' اور یہ حدیث اعمش نے یقیناً ابو صالح سے نہیں سُنی۔ (السنن الکبریٰ ۱/ ۴۳۰)

٤) اعمش عن ابی صالح کی سند والی ایک روایت کے بارے میں ابو الفضل محمد بن ابی الحسین احمد بن محمد بن عمار الہروی الشہید (متوفی ۳۱۷ھ) نے فرمایا:

''**و الأعمش كان صاحب تدليس فربما أخذ عن غير الثقات**''

اور اعمش تدلیس کرنے والے تھے، وہ بعض اوقات غیر ثقہ سے روایت لیتے (یعنی تدلیس

کرتے) تھے۔ (علل الاحادیث فی کتاب الصحیح لمسلم بن الحجاج ص ۱۳۸ ح ۳۵)

۵) اعمش عن ابی صالح کی سند والی ایک روایت کے بارے میں حافظ ابن القطان الفاسی المغربی نے کہا: "و معنعن الأعمش عرضة لتبين الإنقطاع فإنه مدلس"

اور اعمش کی عن والی روایت انقطاع کا نشانہ ہے کیونکہ وہ مدلس تھے۔

(بیان الوہم والایہام ج ۲ ص ۴۳۵ ح ۴۴۱)

٦) طحاوی نے اعمش عن ابی صالح والی روایت پر تدلیس کا اعتراض نقل کیا اور پھر ضعیف سند سے سماع کی تصریح سے استدلال کیا۔ دیکھئے مشکل الآثار (ج ۵ ص ۴۳۴ ح ۲۱۹۲)

۷) دارقطنی نے الاعمش عن ابی صالح والی ایک روایت کے بارے میں کہا:

"و لعل الأعمش دلسه عن حبيب و أظهر اسمه مرة، و الله أعلم"

اور شاید اعمش نے حبیب (بن ابی ثابت) سے تدلیس کی اور ایک دفعہ اس کا نام ظاہر کر دیا۔ واللہ اعلم (العلل الواردۃ ج ۱۰ ص ۹۵ ح ۱۸۸۸)

۸) اعمش عن ابی صالح والی ایک روایت کے بارے میں علامہ نووی نے کہا:

"والأعمش مدلس والمدلس إذا قال عن لا يحتج به إلا إذا ثبت السماع من جهة أخرى...." اور اعمش مدلس تھے اور مدلس اگر عن سے روایت کریں تو وہ حجت نہیں ہوتی اِلا یہ کہ دوسری سند سے سماع کی تصریح ثابت ہو جائے....

(شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۷۲ ح ۱۰۹، دوسرا نسخہ ج ۲ ص ۱۱۹)

۹) امام ابن خزیمہ نے اعمش عن ابی صالح والی ایک روایت کے بارے میں فرمایا:

اسے اعمش نے ابو صالح سے سُنا ہے اور اس میں تدلیس نہیں کی اور ابو سعید (الخدری رضی اللہ عنہ) کی حدیث اس سند کے ساتھ صحیح ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

(دیکھئے کتاب التوحید ص ۱۰۹ ح ۱٦۰)

معلوم ہو کہ امام ابن خزیمہ بھی اعمش عن ابی صالح کی تدلیس کے قائل تھے۔

۱۰) حافظ ابن حبان البستی نے فرمایا: وہ مدلس راوی جو ثقہ عادل ہیں ہم ان کی صرف ان

روایات سے ہی حجت پکڑتے ہیں جن میں وہ سماع کی تصریح کریں مثلاً سفیان ثوری، اعمش اور ابواسحاق وغیرہم جو کہ زبردست ثقہ امام تھے....الخ

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۱ص ۹۰، نیز دیکھئے میری کتاب علمی مقالات ج ۱ص ۲٦٦)

حافظ ابن حبان کے اس قول سے معلوم ہوا کہ وہ سفیان ثوری اور اعمش کو طبقۂ ثانیہ میں سے نہیں بلکہ طبقۂ ثالثہ میں سے سمجھتے تھے۔

۱۱) اعمش عن ابی صالح والی ایک روایت کے بارے میں محدث بزار نے کہا: "**هذا الحديث كلامه منكر، ولعل الأعمش أخذه من غير ثقة فدلسه فصار ظاهر سنده الصحة و ليس للحديث عندي أصل**" اور یہ حدیث: اس کا کلام منکر ہے، اور ہوسکتا ہے کہ اعمش نے اسے غیر ثقہ سے لے کر تدلیس کر دی ہو تو ظاہراً اس کی سند صحیح بن گئی اور میرے نزدیک اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (فتح الباری ج ۸ص ٦٢۴ تحت ح ۴۷۵۰)

حافظ ابن حجر نے اعمش سے ابوصالح کی روایتِ مذکورہ میں سماع کی تصریح ثابت کر دی لیکن بزار کے مذکورہ قاعدے کو غلط قرار نہیں دیا، جو اُن کی رضامندی کی دلیل ہے۔

۱۲) حافظ ابن الجوزی نے اعمش عن ابی صالح والی ایک روایت کے بارے میں فرمایا: "**هذا حديث لا يصح...**" یہ حدیث صحیح نہیں ہے... (العلل المتناہیہ ج ۱ص ۴۳۷ ح ۷۳٦)

۱۳) اعمش عن ابی صالح والی ایک روایت کے بارے میں امام علی بن المدینی نے فرمایا: اس بارے میں ابوصالح عن ابی ہریرہ والی حدیث ثابت نہیں ہے اور ابوصالح عن عائشہ والی حدیث بھی ثابت نہیں ہے۔ (الجامع للترمذی: ۲۰۷ وسندہ صحیح)

تنبیہ: ابوصالح عن عائشہ والی حدیثِ مذکور حسن لذاتہ ہونے کی وجہ سے صحیح ہے۔

یہ تیرہ (۱۳) اقوال تو اعمش عن ابی صالح کے بارے میں تھے۔

۱٤) اعمش نے ابراہیم نخعی سے ایک روایت عن کے ساتھ بیان کی جس کے بارے میں امام عبدالرحمٰن بن مہدی نے فرمایا: "**هذا من ضعيف حديث الأعمش**" یہ اعمش کی ضعیف حدیثوں میں سے ہے۔ (کتاب العلل للامام احمد ۲/ ۱۳۴ ت ۲۸۴۵ وسندہ صحیح)

اگر کوئی کہے کہ اس میں وجہ ضعف انقطاع ہے تو عرض ہے کہ پھر یہ کہنا چاہئے تھا:

"هذا من ضعيف حديث إبراهيم النخعي"

لہٰذا وجہ ضعف کو انقطاع بنانا غلط ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس میں اعمش کے سماع کی تصریح نہیں لہٰذا اسے اُن کی عن سے بیان کردہ ضعیف روایات میں شمار کیا گیا ہے۔

اعمش عن ابراہیم النخعی والی ایک روایت کے بارے میں سفیان (ثوری) نے فرمایا:

اعمش نے (نماز میں) ہنسنے کے بارے میں ابراہیم والی حدیث نہیں سُنی۔

(کتاب العلل للامام احمد ۲/ ۶۷ ت ۱۵۶۹، وسندہ صحیح، تقدمۃ الجرح والتعدیل ص ۷۲ وسندہ صحیح)

۱۵) اعمش عن ابی وائل والی ایک روایت کے بارے میں امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

نہ اسے ہشیم نے اعمش سے سُنا ہے اور نہ اعمش نے اسے ابو وائل سے سُنا ہے۔

(کتاب العلل ۲/ ۲۵۲ ت ۲۱۵۵)

۱۶) اعمش عن ابی وائل والی ایک روایت کے بارے میں ابوزرعہ الرازی نے فرمایا:

"الأعمش ربما دلس" اعمش بعض اوقات تدلیس کرتے تھے۔

(علل الحدیث لابن ابی حاتم ۱/ ۱۴ ح ۹)

جمہور محدثین کے ان اقوال سے معلوم ہوا کہ حافظ ذہبی کا اعمش کے بارے میں میزان الاعتدال میں مذکورہ قاعدہ غلط اور مردود ہے۔

اعمش عن ابی صالح والی ایک روایت کے بارے میں محمد عباس رضوی بریلوی نے لکھا ہے:

"اس روایت میں ایک راوی امام اعمش ہیں جو کہ اگرچہ بہت بڑے امام ہیں لیکن مدلس ہیں اور مدلس راوی جب عن: سے روایت کرے تو اس کی روایت بالاتفاق مردود ہوگی۔"

(واللہ آپ زندہ ہیں ص ۳۵۱)

خلاصۃ التحقیق: صحیح بخاری و صحیح مسلم کے علاوہ سلیمان الاعمش کی ہر معنعن روایت، چاہے وہ ابوصالح، ابراہیم نخعی یا ابووائل سے ہو یا کسی بھی راوی سے ہو، اگر سماع کی تصریح یا معتبر متابعت و معتبر شاہد نہ ہو تو ضعیف ہوتی ہے۔ وما علینا إلا البلاغ (۱۷/ اگست ۲۰۰۹ء)

محمد زبیر صادق آبادی

آلِ دیوبند اپنے خودساختہ اصولوں کی زد میں!

(قسط نمبر ۷)

٥٦) مشہور اہل حدیث عالم مولانا محمد یحییٰ گوندلوی رحمہ اللہ کے متعلق ایک دیوبندی امجد سعید نے لکھا ہے:

''گوندلوی صاحب کو چاہئے تھا کہ جب انہوں نے ابن خزیمہ کا حوالہ پیش کیا ہے تو ساتھ ہی اس روایت کے آخری الفاظ بھی ذکر کر دیتے تاکہ لوگوں کو پتہ چل جاتا کہ یہ قول رسول ﷺ نہیں، بلکہ قولِ صحابیؓ ہے۔ جان بوجھ کر قولِ صحابیؓ کو قولِ رسول ﷺ بنانا کفر ہے۔'' (سیف حنفی ص ١٦٤)

امجد سعید دیوبندی نے اپنی اسی کتاب میں ایک اور جگہ یوں لکھا ہے:

''دیکھئے یہ بنیادی بات سمجھ لیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے۔''

(سیف حنفی ص ١٩١)

اب دیکھئے امجد سعید دیوبندی ایک جگہ کہہ رہا ہے کہ قولِ صحابی رضی اللہ عنہ کو قولِ رسول ﷺ بنانا کفر ہے جبکہ دوسری جگہ خود ہی کہہ رہا ہے کہ قولِ صحابی رضی اللہ عنہ، حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے۔ اگر کوئی دیوبندی کہے کہ عمل کرنے کے اعتبار سے تو قولِ صحابی رضی اللہ عنہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے لیکن قولِ صحابی رضی اللہ عنہ کو قولِ رسول ﷺ بتانا کفر ہے۔

تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ ماسٹر امین اوکاڑوی نے لکھا تھا:

''رسول اقدس ﷺ نے فرمایا ''لا جمعة إلا بخطبة''

(تجلیات صفدر ج ۴ ص ۲۶۳، صلاۃ الرسول پر ایک نظر ص ۷۱، مجموعہ رسائل ج ۲ ص ۱۲۹)

اہل حدیث عالم حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے اوکاڑوی کی اس نقل کردہ روایت کے متعلق لکھا تھا: '' حالانکہ ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیثِ مرفوع کسی کتاب میں بھی نہیں ہے:

والمتهم به الأوكاروي وهو الذی و ضعه اس حدیث کو گھڑنے میں اوکاڑوی متہم

ہے۔'' (امین اوکاڑوی کا تعاقب ص ۱۸)

حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کے اس اعتراض کے جواب میں ماسٹر امین اوکاڑوی نے ایک تابعی کی طرف منسوب قول کو پیش کر کے لکھا ہے: ''جب باصول محدثین کے نزدیک یہ حدیث مرفوع مرسل ہوئی حکماً تو اس کا ترجمہ یہی ہوگا کہ آپؐ نے فرمایا خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا۔'' (تجلیات صفدر ج ۴ ص ۲۳۴)

اب دیکھئے! صحابی تو کیا اگر تابعی کا قول بھی ماسٹر امین اوکاڑوی کے مفاد میں ہو تو اسے حکماً مرفوع حدیث کہہ کر قولِ رسول ﷺ بنا دینا ___ اوکاڑوی کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔

اب دیوبندی بتائیں! کہ ماسٹر امین اوکاڑوی اور خود امجد سعید دیوبندی نے کفریہ اصول لکھا ہے یا پھر امجد سعید دیوبندی الزام لگانے میں جھوٹا ہے؟

تنبیہ: مشہور محدث امام ابن حبان رحمہ اللہ نے بھی امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ سے یہی حدیث نقل کی ہے اور آخری الفاظ جن پر امجد سعید دیوبندی کو اعتراض ہے نقل ہی نہیں کیے۔ دیکھئے صحیح ابن حبان (۱۳۹/۳، ۱۴۰ ح ۱۷۸۶)

تو کیا امجد سعید دیوبندی کا فتویٰ امام ابن حبان رحمہ اللہ پر بھی چسپاں کیا جائے گا؟

۵۷) اسماعیل جھنگوی دیوبندی نے فرضی مکالمہ میں اہل حدیث سے مخاطب ہو کر لکھا ہے:

''اس سے پہلی گفتگو میں جو آپ نے علماء کو غیر معتبر اور غیر نبی کہہ کر ٹھوکریں ماری ہیں، جھوٹا سمجھ کر ہی ایسا کیا ہے۔ اگر سچے ہوتے تو آپ انہیں کیوں چھوڑتے۔''

(تحفۂ اہل حدیث حصہ دوم ص ۱۶)

یہاں تو اسماعیل جھنگوی دیوبندی نے ایک ایسا اصول لکھ دیا ہے جس کی رو سے آلِ دیوبند کے اکابر بھی جھوٹے قرار پائیں گے۔

مثلاً امجد سعید دیوبندی نے ملاجیون حنفی جو کہ اصول فقہ حنفی کی سب سے مشہور کتاب نور الانوار کے مصنف تھے، کے متعلق لکھا ہے: ''اور ویسے بھی مُلا جیون کا حوالہ ہمارے لئے حجت نہیں کیونکہ دین کا دارومدار دلائل پر ہے شخصیات پر نہیں۔'' (سیف حنفی ص ۱۱۰)

نیز دیکھئے احسن الکلام (ج ١ص ١٤٧) دوسرانسخہ (ص ١٨٥)

سرفراز صفدر نے آل دیوبند کے پیرو مرشد حاجی امداداللہ کا قول رد کرتے ہوئے لکھا ہے:

"پھر حاجی صاحبؒ کسی شرعی دلیل کا نام نہیں ہے۔ لہٰذا حاجی صاحبؒ کا ذکر کرنا سوالاتِ شرعیہ میں بے جا ہے (فتاوی رشیدیہ ج ١ص ٩٨)" (راہ سنت ص ١٦٦)

سرفراز صفدر نے لکھا ہے: "علامہ شامی فرماتے ہیں کہ احناف نے سترہ مقامات میں امام صاحبؒ اور صاحبینؒ کے اقوال چھوڑ کر ____ امام زفرؒ کے اقوال لیے ہیں ج ١ص ٦٦"

(الکلام المفید ص ٣٣٦)

اکابر کے بارے میں امجد سعید دیوبندی نے اپنے "امام" سرفراز صفدر کا قول یوں نقل کیا ہے: "ان اکابر کا اس حدیث کو صحیح، حسن، جید اور قوی کہنا کوئی معنی نہیں رکھتا اور نہ ان کے کہنے سے کوئی کذاب و دجال مجہول و مستور راوی ثقہ ہوسکتا ہے۔ (احسن الکلام ج ١ص ١٦١)"

(سیف حنفی ص ١٥٢، نیز دیکھئے احسن الکلام ج ٢ص ١٠٥، دوسرانسخہ ٢/ ١١٦)

اس طرح کی بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے الحدیث حضرو ٦٢ص ١٥ پر مضمون "دیوبندی بنام دیوبندی" جس میں آل دیوبند کے بہت سے اقوال باحوالہ پیش کردیئے ہیں۔ اب ظاہر ہے ان متضاد اقوال میں سے ہر قول کو تو آلِ دیوبند قبول نہیں کرسکتے۔

اب آلِ دیوبند ہی بتائیں! کہ انھوں نے خصوصاً حاجی امداداللہ اور ملا جیون کو جھوٹا سمجھ کر چھوڑا ہے یا پھر اسماعیل جھنگوی الزام لگانے میں جھوٹا ہے؟

آلِ دیوبند کے "شیخ الاسلام" تقی عثمانی نے لکھا ہے: "چنانچہ بہت سے فقہاء حنفیہؒ نے اسی بناء پر امام ابوحنیفہؒ کے قول کو ترک کرکے دوسرے ائمہ کے قول پر فتویٰ دیا ہے، مثلاً انگور کی شراب کے علاوہ دوسری نشہ آور اشیاء کو اتنا کم پینا جس سے نشہ نہ ہو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قوت حاصل کرنے کے لئے جائز ہے، لیکن فقہاء حنفیہؒ نے اس مسئلے میں امام ابوحنیفہؒ کے قول کو چھوڑ کر جمہور کا قول اختیار کیا ہے، اسی طرح مزارعت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ناجائز

ہے،لیکن فقہاءِ حنفیہؒ نے امام صاحبؒ کے مسلک کو چھوڑ کر متناسب حصۂ پیداوار کی مزارعت کو جائز قرار دیا ہے،اور یہ مثالیں تو ان مسائل کی ہیں جن میں تمام متأخرین فقہاء حنفیہ امام صاحبؒ کے قول کو ترک کرنے پر متفق ہو گئے،اور ایسی مثالیں تو بہت سی ہیں جن میں بعض فقہاء نے انفرادی طور پر کسی حدیث کی وجہ سے امام ابوحنیفہؒ کے قول کی مخالفت کی ہے،...“

(تقلید کی شرعی حیثیت ص ۱۰۷،۱۰۸)

۵۸) اسماعیل جھنگوی دیوبندی نے اہل حدیث سے مخاطب ہو کر لکھا ہے:

”سعودیہ والے تمہارے ہیں یا ہمارے ہیں۔“

پھر اپنے اسی دعویٰ پر ایک دلیل یوں نقل کی ہے کہ ”تفسیر عثمانی مولانا علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی کی تفسیر ہے۔شاہ فہد نے چھاپ کر پوری دنیا میں تقسیم کی ہے۔اگر تمہارے ہیں تو تمہاری تفسیر تقسیم کرتے۔دیوبندیوں کی تفسیر کبھی تقسیم نہ کرتے۔“

(تحفہ اہل حدیث ص ۸۴ حصہ اول)

اسماعیل جھنگوی کے اس اصول کو باطل ثابت کرنے کے لئے اہل حدیث عالم مولانا محمد داود ارشد حفظہ اللہ نے لکھا ہے:

”الجواب:- اولاً:- علماء اہل حدیث کی متعدد کتب کو آل سعود نے شائع کیا اور لاکھوں کی تعداد میں مفت تقسیم کیا اگر ان کی فہرست بنائی جائے تو بات لمبی ہو جائے گی۔صرف اتنا عرض کئے دیتے ہیں کہ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ تعالیٰ کی تفسیر احسن البیان کو سعودی عرب والوں نے لکھوا کر لاکھوں کی تعداد میں مفت تقسیم کیا ہے۔

ثانیاً:- بلاشبہ سعودی عرب والوں نے تفسیر عثمانی کو شائع کیا۔مگر جب علماء اہل حدیث کی طرف سے وضاحت کی گئی کہ اس تفسیر میں بعض شدید قسم کے غلط و باطل عقائد ہیں بالخصوص صفات باری تعالیٰ میں تاویل وتحریف کی گئی ہے اور اس کے شروع میں ہی لکھا ہے کہ ”اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اس ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت

ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔'' (تفسیر عثمانی ص۲)

اس عبارت میں غیر اللہ سے استعانت کو جائز و صحیح کہا گیا ہے جو شرک کا چور دروازہ ہے۔ الغرض اس وضاحت کے بعد سعودی عرب والوں نے تفسیر عثمانی کی تقسیم بند کردی۔اب اگر اس کی اشاعت سعودیہ والوں سے کرادو تو ہم مان جائیں گے۔مگر یہ کبھی بھی ممکن نہیں۔ان شاءاللہ'' (تحفۂ حنفیہ ص ۴۶۷ تا ۴۶۸)

اب دیوبندی بتائیں! کیا سعودیہ والے اہلِ حدیث کے ساتھ ہیں یا پھر اسماعیل جھنگوی اصول بنانے میں جھوٹا ہے؟

نیز سرفراز صفدر دیوبندی نے ایک بریلوی مفتی سے مخاطب ہو کر لکھا ہے:

''مفتی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ دیوبندی بڑے پکے حنفی ہیں اور نجدی علماء بعض تو حنبلی ہیں اور بعض غیر مقلد ہیں وہ اس مسلک کے اعتبار سے ہمارے بھائی کیسے ہوئے؟''

(باب جنت ص۱۹۴)

آلِ دیوبند کے ''شیخ الہند'' محمود حسن دیوبندی کے ترجمۂ قرآن پر سعودی عرب میں پابندی ہے، اس کا اعتراف آلِ دیوبند نے خود بھی کر رکھا ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے دیوبندیوں کی کتاب: غیر مقلدین کیا ہیں (ج ۱ص ۱۷)

اسعد مدنی دیوبندی نے کہا: ''اس وقت مملکتِ سعودیہ سے علمائے دیوبند سے متعلق جس طرح کے غلط اور بے بنیاد مواد پوری دنیا میں پھیلائے جا رہے ہیں اسے دیکھ کر اب ہمارا یہی احساس ہے دانستہ یا نادانستہ طور پر مملکت علمائے دیوبند کے خلاف اس غلط مہم میں شریکِ کار ہے، بلکہ سرپرستی کر رہی ہے جس سے بیزاری اور نفرت کئے بغیر ہم نہیں رہ سکتے''

(غیر مقلدین کیا ہیں ج ۱ص ۳۷)

۵۹) ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی نے ایک اہل حدیث عالم عبدالرحمٰن شاہین حفظہ اللہ کے متعلق لکھا ہے: '' شاہین صاحب نے اگرچہ دعویٰ کیا ہے کہ خلفائے راشدین اور عشرہ

مبشرہ سے بھی رفع یدین کی احادیث ہیں لیکن ان کو پیچھے ہٹا کر پہلے نمبر پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث سولہ کتابوں کے حوالہ سے پیش کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضور ﷺ کے زمانہ میں اصغر القوم تھے (بخاری ج ۱/ص ۱۷) رسول اقدس ﷺ تو مہاجرین و انصار کو آگے کرنے کا حکم دیتے ہیں مگر یہ (شاہین صاحب) ان کے بچوں کو ان سے آگے کر کے حدیثِ رسول کی مخالفت سے ابتداء کر رہے ہیں۔'' (تجلیات صفدر ج ۲ص ۴۷۸)

جبکہ دوسری طرف انوار خورشید دیوبندی کا بھی دعویٰ ہے کہ ''ایک بھی صحیح حدیث سے حضرات خلفاء راشدین کا رفع یدین کرنا ثابت نہیں جب کہ صحیح احادیث سے ان حضرات کا رفع یدین نہ کرنا ثابت ہے۔'' (حدیث اور اہل حدیث ص ۴۲۳)

لیکن اس غلط دعوے کے باوجود انوار خورشید دیوبندی نے بھی حدیث اور اہل حدیث کے صفحہ ۳۹۰ تا ص ۳۹۲ پر پہلی چاروں روایات ترک رفع یدین کے ثبوت کے لئے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی نقل کی ہیں۔

اور انوار خورشید دیوبندی کی کتاب ''حدیث اور اہل حدیث'' کے متعلق ماسٹر امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''مولانا انوار خورشید صاحب مدظلہ نے اردو خوان حضرات کو اس جھوٹے پروپیگنڈے سے بچانے کے لئے ایک کتاب ''حدیث اور اہل حدیث'' نامی تحریر فرمائی۔ اس کتاب کو اللہ تعالیٰ نے عجیب قبولیت عطا فرمائی۔ چند سالوں میں اس کے کئی ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گئے۔'' (تجلیات صفدر ج ۷ص ۳۰۴، ۳۰۵)

اوکاڑوی نے حدیث اور اہل حدیث کتاب کے متعلق مزید لکھا ہے:

''احادیث مقدسہ کے اس حسین گلدستہ کے شائع ہونے پر سب سے زیادہ تکلیف اور بوکھلاہٹ نام نہاد فرقہ اہل حدیث کو ہوئی'' (تجلیات صفدر ج ۷ص ۳۰۵)

اور ترک قراءت خلف الامام کے لئے انوار خورشید دیوبندی نے حدیث اور اہل حدیث کتاب کے صفحہ ۳۰۵ پر سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب حدیث پہلے نقل کی ہے اور خلیفہ راشد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب حدیث بعد میں نقل کی ہے۔ اور اسی طرح خلیفہ راشد

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب حدیث بھی سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بعد میں نقل کی ہے جبکہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے متعلق ماسٹر امین اوکاڑوی نے جھوٹ بولتے ہوئے لکھا ہے:

''حضرت انسؓ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نابالغ تھے اور پچھلی صفوں میں کھڑے ہوتے تھے۔''

مزید کہا: ''حضرت انسؓ نے اپنی بچنے میں جو کام کیا بچوں کے ساتھ وہ روایت کیا، لیکن جب وہ بڑے ہوگئے تو صحابہ و تابعین ان کے بچنے کی عادت سے بیزار تھے۔''

(حاشیہ تفہیم البخاری علیٰ صحیح بخاری ج ا ص ۳۷۰ ؍/ بچپنے کی جگہ بچنے چھپ گیا ہے)

ماسٹر امین اوکاڑوی کے اصول کے مطابق انوار خورشید دیوبندی نے بچے کو آگے کر دیا ہے اور خلفاء راشدین کو پیچھے کر دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت کی ہے۔

اب دیوبندی بتائیں! کیا انوار خورشید نے ایسے ہی کیا ہے یا پھر ماسٹر امین الزام لگانے میں جھوٹا ہے؟!

٦٠) آل دیوبند کا ایک خودساختہ اصول یہ بھی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی سے کسی مسئلہ کے متعلق سوال کرلے تو آل دیوبند اپنے خودساختہ اصول کے مطابق سوال کو اعتراض بنا لیتے ہیں اور جواب کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

انوار خورشید دیوبندی نے بحوالہ نسائی (ج ا ص ۲۱۸) لکھا ہے: ''حضرت طلحہ بن عبداللہ بن عوف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی تو آپ نے سورۂ فاتحہ اور دوسری سورۃ جہراً پڑھیں حتیٰ کہ آپ نے ہمیں سنایا آپ جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر اس بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا یہ سنت اور حق ہے۔'' (حدیث اور اہل حدیث ص ۸٦۸)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے عمل اور وضاحت کے باوجود ایک دیوبندی امجد سعید نے لکھا ہے:

''نماز جنازہ میں قرأت بالجہر بدعت ہے۔'' (سیف حنفی ص ۲٦۴)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس صحیح حدیث پر عمل کرنے سے انکار کرتے ہوئے انوار خورشید

دیوبندی نے لکھا ہے: ''حضرت طلحہ بن عبداللہؒ کا آپ سے اس طرح سوال کرنا بتلا رہا ہے کہ ان کے نزدیک یہ ایک نئی اور عجیب بات تھی جو رواج کے بالکل خلاف تھی جسکا بالکل اَتہ پتہ نہ تھا۔'' (حدیث اور اہل حدیث ص ۸۷۳)

اسی حدیث پر عمل کرنے سے انکار کرتے ہوئے ماسٹر امین اوکاڑوی نے لکھا ہے:

''ابن عباس کے قول کا متن بخاری نے مکمل نقل نہیں کیا۔ نسائی نے نقل کیا ہے کہ جب ابن عباسؓ نے فاتحہ پڑھی تو قاضی صاحب نے ہاتھ پکڑ کر پوچھا یہ کیا؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بات صحابہ وتابعین میں کسی کو معلوم نہ تھی کہ جنازہ میں فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ کیونکہ سوال ہمیشہ غیر معروف بات پر ہوتا ہے۔'' (تجلیات صفدر ج۴ص ۲۳۱، ۲۳۲)

آل دیوبند نے رفع یدین کی حدیث پر عمل نہ کرنے کے لئے بھی سوال کو بنیاد بنایا ہے۔

انوار خورشید دیوبندی نے لکھا ہے: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو رفع یدین کرتے دیکھ کر حضرت سالمؒ اور قاضی محارب بن دثارؒ کا اعتراض کرنا۔

حضرت جابرؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سالم بن عبداللہ بن عمرؒ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ انہوں نے اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمرؓ) کو دیکھا کہ انہوں نے رفع یدین کیا، تکبیر تحریمہ کہتے وقت اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت میں نے اُن سے اس کے متعلق سوال کر دیا۔ انہوں نے بتلایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تھا۔'' (حدیث اور اہل حدیث ص ۴۰۸)

[تنبیہ: مذکورہ روایت موضوع ہے لیکن چونکہ آلِ دیوبند نے اسے حجت سمجھا ہے اس لئے سند پر بحث نظر انداز کر دی ہے۔]

انوار خورشید دیوبندی نے اس روایت کو صحیح سمجھتے ہوئے اس پر عمل کرنے سے انکار کرتے ہوئے لکھا ہے: ''مدینہ منورہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو رفع یدین کرتے دیکھ کر ان کے صاحبزادے حضرت سالمؒ کا سوال کرنا اور قاضی محارب بن دثارؒ کا یہ کہنا ''ماھذا'' یہ کیا ہے، یہ بتلا رہا ہے کہ اس زمانے میں مدینہ طیبہ میں عام صحابہ وتابعین رفع یدین نہیں

کرتے تھے ورنہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو رفع یدین کرتے دیکھ کر ان کے صاحبزادے اور ان کے شاگرد اس استعجاب سے سوال نہ کرتے۔'' (حدیث اور اہل حدیث ص۴۲۲)

انوار خورشید دیوبندی نے سوال کو اعتراض بنالیا اور جواب کی کوئی پروانہیں کی۔

ماسٹر امین اوکاڑوی نے بھی بلا دلیل لکھا ہے: ''بہر حال حج کے موقع پر ان سات شخصوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو رفع یدین کرتے دیکھا تو ان میں سے حضرت سالم مدنی اور حضرت محارب بن دثار قاضی کوفہ نے سوال کر دیا: ماھذا ؟ (مسند احمد ص ۴۵، ج ۲، ص ۱۴۵، ج ۲) ظاہر ہے کہ ساری نماز میں رفع یدین بوقت رکوع اور بوقت قیام رکعت سوم انوکھی بات دیکھی۔ اسی لئے اس کا سوال کیا، اس سے صاف معلوم ہوا کہ اس وقت رفع یدین کا بالکل رواج نہ تھا'' (تجلیات صفدر ج۲ ص ۲۶۶)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق انوار خورشید نے ایک اور جگہ لکھا ہے:

''انتہائی متبع سنت صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم'' (حدیث اور اہل حدیث ص ۴۷۸)

اس کے باوجود انوار خورشید اور ماسٹر امین کو نہ تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کی کوئی پرواہے اور نہ ان کے اس قول کی کوئی پروا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا تھا۔ اگر پرواہے تو رواج کی پرواہے۔

مذکورہ دیوبندیوں کے خودساختہ اصول کے باطل ہونے کے لئے تو اتنا ہی کافی تھا کہ انوار خورشید کی نقل کردہ روایت میں سیدنا سالم رحمہ اللہ نے تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کے متعلق بھی سوال کیا ہے۔ تو کیا تکبیر تحریمہ کی رفع یدین بھی انوکھی بات تھی؟

نیز خود سیدنا سالم رحمہ اللہ بھی رفع یدین کی حدیث پر عمل کرتے تھے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو: ۳۹ ص ۳۸

صحیح بخاری کی ایک روایت سے بھی آلِ دیوبند کا خودساختہ اصول باطل ثابت ہوتا ہے۔

امام عکرمہ رحمہ اللہ کا بیان ہے ''کہ میں نے مکہ میں ایک شیخ کے پیچھے نماز پڑھی، انھوں نے (تمام نماز میں) بائیس تکبیریں کہیں اس پر میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ

شخص بالکل احمق معلوم ہوتا ہے، لیکن ابن عباسؓ نے فرمایا تمھاری ماں تمھیں روئے۔ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سنت ہے" (تفہیم البخاری ج اص ۳۹۴، ترجمہ ظہورالباری دیوبندی)

آلِ دیوبند کے باطل اصول کے مطابق تو نماز میں بائیس تکبیروں پر بھی اعتراض ہوتا ہے اور آل دیوبند کے خودساختہ اصول کے مطابق یہ کہا جاسکتا ہے کہ عکرمہ تابعی کا سوال کرنا یہ بتلا رہا ہے کہ بائیس تکبیریں ان کے نزدیک بالکل نئی بات تھی جسکا بالکل اتہ پتہ نہ تھا اور عام صحابہ و تابعین نماز میں بائیس تکبیریں نہیں کہتے تھے۔ لیکن آلِ دیوبند کا عمل بھی چونکہ بائیس تکبیریں کہنے کا ہے اس لئے اس حدیث سے آل دیوبند اپنے خودساختہ اصول کے مطابق استدلال ہرگز نہیں کریں گے۔

اب آل دیوبند کی کتابوں سے آل دیوبند کا اصول باطل ثابت کر دیتے ہیں۔

انوار خورشید دیوبندی نے لکھا ہے: "حضرت علقمہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کیا۔ میں نے پوچھا کہ آپ رفع یدین کیوں نہیں کرتے..." الخ

(حدیث اور اہل حدیث ص ۴۰۴)

اب دیکھئے! علقمہ رحمہ اللہ نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا ہے اور آل دیوبند کے اصول کے مطابق یہ عین اعتراض ہے لہٰذا آل دیوبند کے اصول کے مطابق ثابت ہوا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دور میں سب لوگ رفع یدین کرتے تھے اور علقمہ رحمہ اللہ جن کے متعلق انوار خورشید نے لکھا ہے: " حضرت علقمہ بن قیسؒ جن سے صحابۂ کرام مسائل پوچھتے تھے۔" (حدیث اور اہل حدیث ص ۴۲۰)

علقمہ نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا اور آلِ دیوبند کے اصول کے مطابق تابعی جب صحابی پر اعتراض کرے تو صحابی کے فعل اور قول کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے خواہ وہ اپنے فعل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی منسوب کرے جیسا کہ انھوں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے فعل اور جواب کو نظر انداز کیا ہے۔

البتہ ہمارے نزدیک آلِ دیوبند کا اصول ہی باطل ہے اور انوار خورشید کی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کردہ روایت موضوع اور من گھڑت ہے۔

اب دیوبندی ہی اپنے خودساختہ اصولوں کے مطابق بتائیں! کیا سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ترک رفع یدین ایک انوکھی بات تھی اور عام صحابہ وتابعین ترک رفع یدین کو جانتے ہی نہ تھے یا پھر آلِ دیوبند کا اصول ہی باطل ہے۔

نیز ماسٹر امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ اور اوزاعی مکہ کی غلہ منڈی میں ایک دوسرے سے ملے، امام اوزاعی نے امام ابوحنیفہ سے کہا: (اے کوفیین) تم کو کیا ہوا کہ نماز میں رکوع میں جاتے اور اس سے اٹھتے وقت رفع یدین نہیں کرتے''

(تجلیات صفدر ج ۲ ص ۴۷۹)

آلِ دیوبند کے خودساختہ اصول کے مطابق مکۃ المکرّمہ میں امام ابوحنیفہ کے دور میں سب لوگ رفع یدین کرتے تھے اور ترک رفع یدین کا بالکل رواج نہیں تھا۔

اسی لئے تو امام ابوحنیفہ پر اعتراض ہوا۔

اب آلِ دیوبند ہی بتائیں! بات ایسے ہی ہے یا پھر آلِ دیوبند کا خودساختہ اصول باطل ہے؟

ہر نماز کے آخری تشہد میں تورک

نماز ایک رکعت ہو، دو رکعت ہو، تین رکعت ہو یا چار رکعت وغیرہ، ہر نماز کے آخری تشہد (جس کے آخر میں سلام پھیرا جاتا ہے) میں تورک کرنا چاہئے۔

دلیل کے لئے دیکھئے منتقی ابن الجارود (۱۹۲، وسندہ صحیح) اور صحیح بخاری (۸۲۷)

اگر نماز صرف دو رکعتوں والی ہو (مثلاً نمازِ فجر) تو اُس کے آخر (تشہد) میں تورک نہ کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے بلکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دو رکعتیں پڑھیں اور پھر تورک کیا۔ دیکھئے نورالعینین (طبع جدید ص ۲۰۴)

حافظ زبیر علی زئی

ترکِ رفع یدین کی سب روایات ضعیف و مردود ہیں

اس مضمون میں وہ ضعیف، مردود، موضوع اور بے اصل روایات مع رد اور تارکین کے شبہات کے جوابات پیشِ خدمت ہیں، جنھیں بعض لوگ ترکِ رفع یدین یا منسوخیتِ رفع یدین وغیرہ کے لئے پیش کرتے رہتے ہیں:

۱) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب روایت:

علقمہ سے روایت ہے کہ (سیدنا) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: کیا میں تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھاؤں؟ پھر انھوں نے نماز پڑھی اور دونوں ہاتھ نہیں اُٹھائے سوائے پہلی دفعہ کے۔ (سنن ترمذی وقال: ''حدیث حسن''، المحلی لابن حزم وقال: ''إن هذا الخبر صحيح''، سنن ابی داود)

دیکھئے میری کتاب: نور العینین فی مسئلہ رفع الیدین (ص ۱۲۹، ۱۳۰)

اس روایت کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے:

اول: امام شافعی وغیرہ جمہور محدثین نے اسے غیر ثابت وضعیف وغیرہ قرار دیا ہے۔

دیکھئے کتاب الام (۷/۲۰۱) علل الحدیث لابن ابی حاتم (ح ۲۵۸) سنن الترمذی (۲۵۶) اور التمہید لابن عبدالبر (۲۲۰/۹) وغیرہ

دوم: اس کے راوی امام سفیان ثوری رحمہ اللہ ثقہ ہونے کے ساتھ مدلس بھی تھے۔

دیکھئے کتاب الجرح والتعدیل (ج۴ ص ۲۲۵) اور کتب المدلسین

یہ روایت عن سے ہے اور کسی سند میں سماع کی تصریح نہیں ہے۔

اُصولِ حدیث کا مشہور مسئلہ ہے کہ مدلس راوی کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔

دیکھئے کتاب الرسالہ للامام الشافعی (ص ۳۸۰) اور مقدمہ ابن الصلاح (ص ۹۹)

اگر کوئی کہے کہ حافظ ابن حجر نے سفیان ثوری کو طبقۂ ثانیہ (مدلسین کے دوسرے طبقے) میں ذکر کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے: صحیح یہ ہے کہ امام سفیان ثوری طبقۂ ثالثہ (مدلسین کے

تیسرے طبقے) کے مدلس تھے۔اس کے ثبوت کے لئے گیارہ حوالے پیشِ خدمت ہیں:

۱: حاکم نیشاپوری نے حافظ ابن حجر سے پہلے انھیں (امام سفیان ثوری کو) الجنس الثالث یعنی طبقۂ ثالثہ میں ذکر کیا ہے۔ دیکھئے معرفۃ علوم الحدیث (ص ۱۰٦)

۲: عینی حنفی نے کہا: اور سفیان مدلسین میں سے تھے اور مدلس کی عن والی روایت حجت نہیں ہوتی اِلا یہ کہ اُس کی تصریحِ سماع دوسری سند سے ثابت ہو جائے۔ دیکھئے عمدۃ القاری (۱۱۲/۳)

معلوم ہوا کہ عینی حنفی کے نزدیک سفیان ثوری طبقۂ ثالثہ میں سے تھے۔

۳: ابن الترکمانی حنفی نے ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے کہا: ثوری مدلس ہیں اور انھوں نے عن سے روایت بیان کی ہے۔ (الجوہر النقی ۲٦۲/۸)

ابن الترکمانی کے نزدیک سفیان ثوری کی عن والی روایت (علتِ قادحہ سے) معلول ہے۔

۴: کرمانی نے کہا: سفیان مدلسین میں سے تھے اور مدلس کی عن والی روایت حجت نہیں ہوتی اِلا یہ کہ دوسری سند سے سماع کی تصریح ثابت ہو جائے۔

دیکھئے کرمانی کی شرح صحیح البخاری (٦۲/۳)

۵: قسطلانی نے کہا: سفیان مدلس ہیں اور مدلس کی عن والی روایت حجت نہیں ہوتی اِلا یہ کہ دوسری سند سے سماع کی تصریح ثابت ہو جائے۔ دیکھئے ارشاد الساری (۲۸٦/۱)

٦: صلاح الدین العلائی نے کہا: سفیان ثوری مجہول لوگوں سے تدلیس کرتے تھے۔ دیکھئے جامع التحصیل فی احکام المراسیل (ص ۹۹)

۷: حافظ ذہبی نے کہا: وہ (سفیان ثوری) ضعیف راویوں سے تدلیس کرتے تھے۔الخ دیکھئے میزان الاعتدال (۱٦۹/۲)

جو مدلس راوی غیر ثقہ راویوں سے تدلیس کرے تو اس کی صرف وہی روایت مقبول ہوتی ہے جس میں سماع کی تصریح کرے۔ دیکھئے النکت للزرکشی (ص ۱۸۴) اور شرح الفیۃ العراقی: التبصرہ والتذکرہ (۱۸۳/۱، ۱۸۴)

۸: سرفراز خان صفدر دیوبندی نے ایک روایت پر سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے جرح

کی ہے۔دیکھئے خزائن السنن (۲/۷۷)

۹: ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی نے ایک روایت پر سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے جرح کی۔دیکھئے مجموعہ رسائل (طبع قدیم ۳/۳۳۱) اور تجلیاتِ صفدر (۵/۴۷۰)

۱۰: محمد شریف کوٹلوی بریلوی نے سفیان ثوری کی ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے کہا:

''اور سفیان کی روایت میں تدلیس کا شبہ ہے۔'' (فقہ الفقیہ ص ۱۳۴)

۱۱: محمد عباس رضوی بریلوی نے لکھا ہے: ''یعنی سفیان مدلس ہے اور یہ روایت انہوں نے عاصم بن کلیب سے عن کے ساتھ کی ہے اور اصول محدثین کے تحت مدلس کا عنعنہ غیر مقبول ہے جیسا کہ آگے انشاء اللہ بیان ہوگا۔'' (مناظرے ہی مناظرے ص ۲۴۹)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ (طبقۂ ثالثہ کے) مدلس تھے لہٰذا غیر صحیحین میں اُن کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے، اِلا یہ کہ سماع کی تصریح ثابت ہو یا معتبر متابعت مل جائے۔یاد رہے کہ روایتِ مذکورہ میں سفیان ثوری کی متابعت باسند صحیح متصل ثابت نہیں ہے۔نیز دیکھئے میرا مضمون: امام سفیان ثوری کی تدلیس اور طبقۂ ثانیہ؟

تنبیہ: سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک روایت میں آیا ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کے ساتھ نماز پڑھی ہے، وہ شروع نماز میں تکبیر تحریمہ کے سوا ہاتھ نہیں اُٹھاتے تھے۔ (سنن الدارقطنی ۱/۲۹۵ وقال: تفرد بہ محمد بن جابر وکان ضعیفاً)

اس روایت کا راوی محمد بن جابر الیمامی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

دیکھئے مجمع الزوائد (۵/۱۹۱)

اور امام دارقطنی نے بھی اس راوی کو ضعیف کہا ہے لہٰذا یہ روایت مردود ہے۔

سیدنا ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) کی طرف منسوب ایک اور روایت (جامع المسانید ۱/۳۵۵) کئی وجہ سے باطل و مردود ہے:

۱: ابو محمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی البخاری کذاب ہے۔

دیکھئے میزان الاعتدال (۲/۴۹۶) اور لسان المیزان (۳/۳۴۸، ۳۴۹)

اس کا استاذ رجاء بن عبداللہ النہشلی مجہول ہے اور باقی سند بھی مردود ہے۔
دیکھئے نور العینین (ص ۴۲۔۴۳)
سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ترکِ رفع یدین موقوفاً بھی ثابت نہیں ہے۔

۲) سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب روایت:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شروع نماز میں کانوں کی لووں تک رفع یدین کرتے تھے، پھر آپ دوبارہ (رفع یدین) نہیں کرتے تھے۔

(شرح معانی الآثار للطحاوی وسنن ابی داود وغیرہما)

اس روایت کا بنیادی راوی یزید بن ابی زیاد القرشی الہاشمی الکوفی ہے، جو کہ جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف تھا۔ حافظ ابن حجر العسقلانی نے کہا:

"والجمهور على تضعيف حديثه ..."

اور جمہور اُس کی حدیث کو ضعیف کہتے ہیں... (ہدی الساری ص ۴۵۹)

بوصیری نے کہا: "وضعفه الجمهور" اور جمہور نے اسے ضعیف کہا ہے۔

(زوائد ابن ماجہ: ۲۱۱۶)

اس روایت کی دوسری سند میں محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ہے، جو کہ جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف تھا۔ انور شاہ کشمیری دیوبندی نے کہا:

پس وہ میرے نزدیک ضعیف ہے جیسا کہ جمہور کا مذہب ہے۔ (فیض الباری ۳/۱۶۸)

بوصیری نے کہا: "ضعفه الجمهور" اسے جمہور نے ضعیف کہا ہے۔ (زوائد ابن ماجہ: ۸۵۴)

ترکِ رفع یدین والی ایک روایت: "أبو حنيفة عن الشعبي قال: سمعت البراء بن عازب" کی سند سے مروی ہے۔ (دیکھئے مسند ابی حنیفہ لابی نعیم الاصبہانی ص ۱۵۶)

اس روایت کے سارے راوی: ابوالقاسم بن بالویہ النیسابوری، بکر بن محمد بن عبداللہ الحبال الرازی، علی، علی بن محمد بن روح بن ابی الحرش المصیصی، محمد بن روح اور روح بن ابی الحرش سب مجہول ہیں لہٰذا یہ سند مردود ہے۔ (نیز دیکھئے ارشیف ملتقی اھل الحدیث عدد: ۴ ج ۱ ص ۹۲۶)

۳) عباد بن الزبیر (؟) کی طرف منسوب روایت:

عباد بن الزبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تھے تو ابتداءِ نماز میں رفع یدین کرتے تھے پھر نماز میں کہیں بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ آپ نماز سے فارغ ہو جاتے۔ (خلافیات للبیہقی بحوالہ نصب الرایہ ج ا ص ۴۰۴)

یہ روایت کئی وجہ سے مردود ہے:

۱: محمد بن اسحاق (راوی) نامعلوم ہے۔

۲: حفص بن غیاث مدلس تھے۔ دیکھئے طبقات ابن سعد (ج ٦ ص ۳۹۰)
انھیں طبقۂ اولیٰ میں ذکر کرنا غلط ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ طبقۂ ثالثہ کے مدلس تھے۔

یہ روایت عن سے ہے لہٰذا ضعیف ہے۔

۳: عباد بن الزبیر نامعلوم ہے اور اس سے عباد بن عبداللہ بن الزبیر مراد لینا بے دلیل ہے۔

۴: اگر بفرضِ محال عباد سے مراد ابن عبداللہ بن الزبیر ہوتے اور بفرضِ محال اُن تک سند صحیح ہوتی تو بھی یہ روایت منقطع و مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

فائدہ: سیدنا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے، نبی ﷺ کی وفات کے بعد رفع یدین کرنا ثابت ہے۔ دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی (۲/۷۳ وسندہ صحیح ورجالہ ثقات)

٤) سیدنا عبداللہ بن عباس اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب روایتیں:

ان دونوں صحابیوں سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: رفع یدین سات مقامات پر کیا جائے: نماز کے شروع میں، بیت اللہ کی زیارت کے وقت، صفا و مروہ پر، عرفات اور مزدلفہ میں وقوف کے وقت اور جمرات کو کنکریاں مارتے وقت۔ (شرح معانی الآثار وکشف الاستار)

اس کی سند میں محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

دیکھئے حدیث نمبر: ۲

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک اور روایت المعجم الکبیر للطبرانی (۱۱/۴۵۲) میں

ہے جو عطاء بن السائب راوی کے اختلاط کی وجہ سے ضعیف ہے۔
دیکھئے الکواکب النیرات (ص ٦١) اور مجمع الزوائد (٢٩٧/٣)

اور یہ ثابت نہیں ہے کہ یہ روایت انھوں نے اختلاط سے پہلے بیان کی تھی لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے۔

المعجم الکبیر للطبرانی (٣٨٥/١١) کی ایک روایت میں ''لا ترفع الأیدي إلا في سبع مواطن ...'' کے الفاظ آئے ہیں۔ یہ روایت بھی محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ (ضعیف عند الجمہور) کی وجہ سے ضعیف ہے۔

سیدنا ابن عباس کی طرف منسوب ایک بے سند اور موضوع روایت بدائع الصنائع للکاسانی (٢٠٧/١) میں ہے کہ عشرہ مبشرہ رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر صرف شروع نماز میں۔
یہ بھی مردود روایت ہے۔

بعض لوگ تفسیر ابن عباس نامی کتاب سے ایک روایت پیش کرتے ہیں کہ ''اور نماز میں اپنے ہاتھ نہیں اُٹھاتے۔'' (تنویر القیاس ص ٢١٢)

اس کتاب کی سند میں محمد بن مروان السدی کذاب، محمد بن السائب الکلبی کذاب اور ابو صالح باذام ضعیف ہیں۔ دیکھئے نور العینین (ص ٢٣٨۔٢٤٦)

لہٰذا یہ ساری تفسیر موضوع اور من گھڑت ہے۔

تنبیہ: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ آپ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (ج ١ ص ٢٣٥ وسندہ حسن)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ترکِ رفع یدین قطعاً ثابت نہیں ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔
(صحیح بخاری: ٧٣٩، وسندہ صحیح)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ترکِ رفع یدین ثابت نہیں ہے۔

مجاہد سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر کے پیچھے نماز پڑھی، پس آپ نماز میں صرف

پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے، اس کے بعد نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، شرح معانی الآ ثار للطحاوی)

یہ روایت ابوبکر بن عیاش (صدوق حسن الحدیث یخطئ) کے وہم کی وجہ سے ضعیف ہے۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا: یہ باطل ہے۔ (مسائل احمد، روایۃ ابن ہانی ج ا ص ۵۰)

امام ابن معین نے فرمایا: ابوبکر (بن عیاش) کی حصین سے روایت اس کا وہم ہے، اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (جزء رفع الیدین: ١٦، نصب الرایہ ا/٣٩٢)

محدثین کی اس جرح کے مقابلے میں کسی مستند محدث یا امام (من المتقدمین) سے روایتِ مذکورہ کو صحیح قرار دینا ثابت نہیں ہے۔

عبدالعزیز بن حکیم سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا: ابن عمر اپنے ہاتھوں کو کانوں کے مقابل تک تکبیرِ اولیٰ کے وقت اُٹھاتے اور اس کے سوا کسی موقعہ میں ہاتھ نہ اُٹھاتے تھے۔

(موطأ محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی)

یہ روایت دو وجہ سے مردود ہے:

ا: ابن فرقد جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف و مجروح ہے اور اس کی توثیق مردود ہے۔

٢: محمد بن ابان بن صالح جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف و مجروح راوی ہے۔

۵) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب روایت:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے، پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔ (العلل للامام الدارقطنی ج ۴ ص ۱۰۷)

یہ روایت العلل الواردہ للدارقطنی میں بے سند ہے، عبدالرحیم بن سلیمان تک کوئی سند مذکور نہیں ہے اور بے سند روایت مردود ہوتی ہے۔

سرفراز خان صفدر دیوبندی نے کہا: ''اور امام بخاریؒ نے اپنے استدلال میں ان کے اثر کی کوئی سند نقل نہیں کی اور بے سند بات حجت نہیں ہوسکتی۔''

(احسن الکلام ج ا ص ٣٢٧، دوسرا نسخہ ص ۴۰۳)

٦) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب روایت:

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں شروع نماز اور رکوع کے وقت رفع یدین کرتے تھے پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو آپ نے نماز میں رکوع والا رفع یدین ترک کر دیا اور ابتدا والے رفع یدین پر ثابت قدم رہے۔ (اخبار الفقہاء والمحدثین ص۲۱۴ ت ۳۷۸)

یہ روایت کئی وجہ سے موضوع اور باطل ہے؟

اول: اس کے راوی عثمان بن محمد بن خشیش القیروانی کے بارے میں حافظ ذہبی نے کہا:

''کان کذابًا'' وہ کذاب (بہت جھوٹا) تھا۔ (المغنی فی الضعفاء ج۲ ص۵۰ ت ۴۰۵۹)

دوم: اخبار الفقہاء نامی کتاب کے آخر میں لکھا ہوا ہے کہ کتاب مکمل ہوگئی...اور یہ (تکمیل) شعبان ۴۸۳ھ میں ہوئی ہے۔ (ص۲۹۳)

اخبار الفقہاء کے مصنف محمد بن حارث القیروانی ۳۶۱ھ میں فوت ہوئے تھے لہٰذا معلوم ہوا کہ کتاب کا ناسخ مجہول ہے جو مصنف کی وفات کے ۱۲۲ سال بعد گزرا ہے۔ مجہول کی روایت مردود ہوتی ہے۔

سوم: عثمان بن سوادہ کی حفص بن میسرہ سے ملاقات یا معاصرت ثابت نہیں ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے نور العینین (ص۲۰۵۔۲۱۱)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک بے سند روایت نصب الرایہ (۴۰۴/۱) میں بحوالہ خلافیات للبیہقی مذکور ہے۔ اس کی مکمل متصل سند نا معلوم ہے اور حاکم نیشاپوری نے فرمایا:

یہ روایت باطل موضوع ہے۔ (دیکھئے نصب الرایہ ج۱ ص۴۰۴)

۷) ایک بے سند روایت:

ملا کاسانی وغیرہ بعض حنفی فقہاء نے بغیر کسی سند کے ایک روایت بیان کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض صحابہ کو رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمھیں دیکھتا ہوں، تم نے اس طرح ہاتھ اُٹھائے ہوئے ہیں

جیسے سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہوتی ہیں؟ نماز میں سکون کرو۔ (دیکھئے بدائع الصنائع ۱/۲۰۷)

یہ روایت بے سند ہونے کی وجہ سے موضوع ومردود ہے۔

۸) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک روایت:

کثیر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: بیٹا جب تو نماز کے لئے آئے تو قبلہ رُخ ہوجا، رفع یدین کر اور تکبیر تحریمہ کہہ اور قراءت کر جہاں سے کرنا چاہیئے پھر جب تو رکوع میں جائے تو دونوں ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھ...الخ (الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی ج٦ ص ۲۰۸٦)

اس روایت کا راوی کثیر بن عبداللہ ابو ہاشم الابلی سخت ضعیف ومتروک تھا۔ امام بخاری نے فرمایا: ''منكر الحديث عن أنس'' وہ انس سے منکر حدیثیں بیان کرتا تھا۔

(الکامل لابن عدی ص ۲۰۸۵، کتاب الضعفاء للبخاری: ۳۱٦)

امام نسائی نے کہا: متروك الحديث (الکامل لابن عدی ص ۲۰۸۵، الضعفاء والمتروکون للنسائی: ۵۰٦)

حاکم نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے اس کی بیان کردہ روایات کو موضوع قرار دیا ہے۔

دیکھئے تہذیب التہذیب (۸/۴۱۸، دوسرا نسخہ ص ۳۷۴)

دوسرے یہ کہ اس موضوع روایت میں ترکِ رفع یدین کی صراحت نہیں بلکہ عدمِ ذکر ہے اور عدمِ ذکر ہر جگہ نفیِ ذکر کی دلیل نہیں ہوتا۔ دیکھئے الجوہر النقی (۴/۳۱۷)

بعض الناس المدونہ الکبریٰ (۱/٦۹) حدیث ابی مالک الاشعری رضی اللہ عنہ (مسند احمد ۵/۳۴۳) اور حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ (سنن ابی داود، التمہید ج۹ ص ۲۱۵) وغیرہ پیش کرتے ہیں، جن میں ترکِ رفع یدین کا نام ونشان نہیں ہوتا لہٰذا غیر متعلقہ اور عدمِ ذکر والی روایات پیش کرنا غلط ہے۔

۹) تحریفات:

بعض لوگ مسند حمیدی اور مسند ابی عوانہ سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرکے دو حدیثیں پیش کرتے ہیں اور ترکِ رفع یدین ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں

حالانکہ ان دونوں کتابوں کے پرانے قلمی نسخوں میں یہ حدیثیں ترکِ رفع یدین کے ساتھ نہیں بلکہ اثبات رفع یدین کے ساتھ لکھی ہوئی ہیں۔لہٰذا بعض الناس کی ان تحریفات سے باخبر رہیں اور تفصیل کے لئے دیکھیں نور العینین (ص ٦٨۔٨١)

١٠) ضعیف آثار اور بعض فوائد:

بعض لوگ مرفوع احادیث کے مقابلے میں ضعیف وغیر ثابت آثار پیش کرتے ہیں مثلاً:

١: سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب اثر منقطع ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔
ابراہیم نخعی کی پیدائش سے پہلے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تھے۔

٢: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب اثر ابراہیم نخعی (ثقہ مدلس) کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے، جو شخص اسے صحیح سمجھتا ہے وہ اثر مذکور میں ابراہیم نخعی کے سماع کی تصریح پیش کرے۔

٣: خلفائے راشدین کی طرف منسوب اثر محمد بن جابر (ضعیف) کی وجہ سے ضعیف ہے۔
دیکھئے یہی مضمون حدیث نمبر ا

بدائع الصنائع للکاسانی (ج ا ص ٢٠٧ عن علقمہ الخ) والا اثر بے سند ہونے کی وجہ سے موضوع ہے۔

٤: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب اثر باتفاقِ محدثین ضعیف وغیر ثابت ہے۔
کسی محدث نے اسے صحیح نہیں کہا۔اس پر محدثین کا اتفاق ہے اور اجماع شرعی حجت ہے۔

٥: بعض لوگ محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی کی طرف منسوب الموطأ اور الآثار سے بعض آثار پیش کرتے ہیں، جن کی سندیں صحیح نہیں اور خود ابن فرقد بھی جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ومجروح ہے۔یہ کتابیں بھی اس سے باسند صحیح ثابت نہیں ہیں۔

٦: بعض لوگ سجدوں میں رفع یدین والی روایات پیش کرتے ہیں حالانکہ سجدوں میں رفع یدین کسی ایک روایت سے بھی ثابت نہیں اور صحیح بخاری میں لکھا ہوا ہے:
اور آپ سجدہ کرتے اور سجدے سے اُٹھتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔(ح ٧٣٨)
تفصیل کے لئے دیکھئے نور العینین (ص ١٨٩۔١٩٤)

۷: بعض لوگ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث (صحیح مسلم سے) پیش کرتے ہیں حالانکہ اس حدیث کا تعلق رکوع والے رفع یدین سے نہیں بلکہ تشہد میں سلام کے وقت ہاتھوں سے اشارہ کرنے سے ہے۔ دیکھئے درس ترمذی (۳۶/۲) الورد الشذی (ص ٦۳) اور التلخیص الحبیر (۲۲۱/۱)

۸: بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ صحابۂ کرام بغلوں میں بُت لے کر آتے تھے تو اس وجہ سے رفع یدین کیا جاتا تھا۔

یہ بالکل جھوٹ اور من گھڑت بات ہے جس کا کوئی ثبوت حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ہے۔

۹: بعض الناس یہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے رفع یدین کرتے تھے اور بعد میں اسے متروک یا منسوخ قرار دیا تھا۔

مگر اس کی کوئی سند یا دلیل حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ہے۔

۱۰: بعض لوگ جمہور محدثین کے نزدیک مجروح راویوں کی توثیق پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ جمہور کی جرح کے مقابلے میں توثیق مردود ہے اِلا یہ کہ خاص اور عام کا مسئلہ ہو تو پھر خاص مقدم ہوتا ہے۔

سرفراز خان صفدر دیوبندی نے لکھا ہے: ''بایں ہمہ ہم نے توثیق وتضعیف میں جمہور آئمہ جرح وتعدیل اور اکثر آئمہ حدیث کا ساتھ اور دامن نہیں چھوڑا۔ مشہور ہے کہ

ع زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو۔'' (احسن الکلام ج ۱ ص ۴۰)

۱۱: بعض لوگ شیعوں کی کتاب: ''مسند زید'' اور خارجیوں کی کتاب: ''مسند الربیع بن حبیب'' کے حوالے پیش کرتے ہیں، حالانکہ یہ دونوں غیر ثابت اور باطل کتابیں ہیں۔

غیر ثابت کتابوں کا حوالہ پیش کرنا مردود ہوتا ہے۔

اثبات رفع یدین قبل از رکوع و بعد از رکوع کے دلائل کے لئے صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما کا مطالعہ کریں۔ و ما علینا إلا البلاغ (۱۱/ جولائی ۲۰۰۹ء)

حافظ زبیر علی زئی

پچاس غلطیاں: سہو یا جھوٹ؟

تحریر لکھتے وقت مصنف سے بعض اوقات سہواً غلطیاں ہو ہی جاتی ہیں اور کاتب، کمپوزر اور ناسخ سے بھی بہت سی اخطاء واوہام کا صدور ہوتا ہے اور اس طرح جتنی بھی کوشش کریں، کتاب اور تحریر میں کچھ نہ کچھ غلطیاں باقی رہ جاتی ہیں۔ بعض دیوبندی حضرات ایسی غلطیوں کو جھوٹ، اکاذیب اور افتراءات کا نام دیتے ہیں لہٰذا بعض دیوبندی علماء کی کتابوں سے پچاس اخطاء، اوہام اور غلطیاں باحوالہ پیشِ خدمت ہیں تاکہ ان لوگوں کو ان کے آئینے میں ان کا چہرہ دکھایا جا سکے۔ وما علینا إلا البلاغ

۱) عبدالقدیر دیوبندی نے کہا:

''قال فی التقریب نافع بن محمود بن الربیع مجهول من الثالثة ''

(تدقیق الکلام ج۲ص ۴۸)

(حافظ ابن حجر نے) تقریب میں کہا: نافع بن محمود بن الربیع مجہول ہے، طبقۂ ثالثہ سے۔

نیز دیکھئے تدقیق الکلام (ج۱ص۱۹۲)

عبدالقدیر کے اس حوالے کے برعکس حافظ ابن حجر نے لکھا ہے: ''مستور من الثالثة ''

(تقریب التہذیب ص۴۹۰ رقم: ۷۰۸۲)

مستور کو (مطلقاً) مجہول سے بدل دینا خطا ہے اور یاد رہے کہ عبدالقدیر مذکور دیوبندیوں کے مدرسہ تعلیم القرآن راولپنڈی میں شیخ الحدیث تھا۔

۲) عبدالقدیر دیوبندی نے کہا: ''حافظ ابن حجر رحمۂ اللہ تعالیٰ نے مکحول کے متعلق فرمایا ہے یُدلِّس کثیراً و یرسل کثیراً۔ '' (تدقیق الکلام ج۲ص۶۳)

یہ قول حافظ ابن حجر سے ثابت نہیں ہے۔ بلکہ تقریب التہذیب میں انھوں نے ''ثقة فقيه كثير الإرسال مشهور '' لکھا ہے اور تدلیس کا ذکر تک نہیں کیا۔

۳) سرفراز خان صفدر دیوبندی کڑمنگی نے موطأ ابن فرقد الشیبانی سے ایک روایت نقل کی:
"وہ عبداللہ بن شدادؒ سے اور وہ حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں..." (احسن الکلام طبع دوم ج ۱ ص ۲۸۰ سولھویں حدیث)
موطأ ابن فرقد میں یہ روایت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے واسطے کے بغیر ہے۔ دیکھئے ص ۱۰۰، ۱۰۱ (ح ۱۲۴)
تنبیہ: احسن الکلام کے جون ۲۰۰۶ء کے مطبوعہ نسخے سے سرفراز نے جابر رضی اللہ عنہ کا واسطہ ختم کر دیا ہے۔ دیکھئے ج ۱ ص ۲۴۵
٤) حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی نے کہا:
"علامہ ذھبیؒ ترجمہ ھشام بن سعد میں فرماتے ہیں:
فالجمهور على انه لا يحتج بهما (میزان ص ۲۹۶ ج ۴)" (توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۲۹۱)
حافظ ذہبی نے یہ بات ہشام بن سعد کے ترجمے میں نہیں بلکہ ہشام بن حسان کے ترجمے میں لکھی ہے۔ دیکھئے میزان الاعتدال (ج ۴ ص ۲۹۶ ت ۹۲۲۰، سطر ۷، ۸)
٥) سرفراز خان صفدر نے سنن ابی داود ج ۱ ص ۴۸ سے ایک روایت نقل کی:
"فامِسَّهٗ جلدك و شعرك" (خزائن السنن ج ۱ ص ۹۰)
سنن ابی داود (ج ۱ ص ۴۸ ح ۳۳۲) مطبع مجتبائی پاکستان لاہور کے محولہ صفحے پر "و شعرك" کے الفاظ نہیں ہیں۔
٦) سجدوں میں رفع یدین کے بارے میں ایک روایت سعید (بن ابی عروبہ) سے مروی ہے۔ سنن النسائی کے بعض نسخوں میں غلطی سے سعید کے بجائے شعبہ چھپ گیا ہے۔
حبیب اللہ ڈیروی نے کہا: "کیونکہ جس طرح شعبہؒ نسائی میں موجود ہیں اس طرح صحیح ابی عوانہ میں بھی موجود ہیں..." (نور الصباح طبع دوم مع ترامیم واضافہ ۱۹۸۶ء ص ۲۳۰)
عرض ہے کہ سعید کی متابعت میں شعبہ کی ایسی کوئی روایت صحیح ابی عوانہ میں نہیں ہے کہ جس میں سجدوں میں رفع یدین کرنے کا ذکر آیا ہو۔

۷) انورشاہ کاشمیری نے کہا:

"ومنها ما فی ابی داوٗد عن علیؓ ان وقت الاشراق من جانب الطلوع مثل بقاء الشمس بعد العصر" (العرف الشذی ج۱ص۴۴، باب ماجاء فی تاخیر صلوٰۃ العصر)

ایسی کوئی روایت سنن ابی داود میں موجود نہیں ہے۔

نیز دیکھئے تحفۃ الاحوذی (ج۱ص۱۴۹ تحت ح۱۵۲، ترقیم احمد شاکر:۱۵۹)

۸) محمد عبداللہ درخواستی دیوبندی نے اپنے ہاتھ سے لکھا:

"اما تفکرا فی قول اللّٰہ و ان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللّٰہ ... " إلخ

(تذکرہ درخواستی از خلیل الرحمٰن درخواستی ص۱۸۱)

اصل آیت **وان تنازعتم** نہیں بلکہ **فان تنازعتم** ہے۔ دیکھئے سورۃ النسآء:۵۹

۹) عبداللہ درخواستی نے لکھا:

"اما تفکرا فی قول اللّٰہ و ان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللّٰہ و الی الرسول ان کنتم تؤمنون باللّٰہ والیوم الاخر ذلك خیروا حسن تاویلا" (تذکرہ درخواستی ص۱۸۱)

حالانکہ قرآن میں یہاں **الی اللّٰہ و الی الرسول** نہیں بلکہ **الی اللّٰہ والرسول** ہے۔ دیکھئے سورۃ النسآء:۵۹

۱۰) حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی نے کہا:

"اس میں ارشاد الحق صاحب نے وارکعو میں واؤ زائد کردی ہے اور یوں قرآن مجید کی اصلاح کی ہے۔" (تنبیہ الغافلین ص۱۰۹)

عرض ہے کہ قرآن میں **ارکعوا** ہے۔ دیکھئے سورۃ الحج آیت نمبر ۷۷

ڈیروی کے اس مطبوعہ نسخے سے **ارکعوا** کا آخری الف (ا) گر گیا ہے۔

تنبیہ: حنفیوں کے نزدیک مستند کتاب الہدایہ میں بھی "**وارکعوا واسجدوا**" لکھا ہوا ہے۔ دیکھئے الہدایہ مع الدرایہ (اولین ص ۹۸ باب صفۃ الصلوٰۃ)

مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ پر تنقید کرنے والوں کی خدمت میں عرض ہے کہ

صاحبِ ہدایہ علامہ مرغینانی کے بارے میں کیا خیال ہے؟

۱۱) عبدالقدوس قارن دیوبندی نے ایک آیت کو اہلِ حدیث کے خلاف بطورِ اعتراض پیش کیا: " ... فَاتَّقُوا لنَّار "(انکشافِ حقیقت ص ۲۵۱)

حالانکہ قرآن مجید میں "فَاتَّقُوا النَّارَ "یعنی الف (ا) کے اضافے کے ساتھ یہ آیت ہے۔ دیکھئے سورۃ البقرۃ:۲۴

۱۲) سرفراز خان صفدر دیوبندی نے سورۃ النحل سے ایک آیت نقل کی:

"... فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الزِّكْرِ ... " (الکلام المفید فی اثبات التقلید ص ۷۳)

حالانکہ اصل آیت "... فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ ... "یعنی ذال کے ساتھ ہے، زاء کے ساتھ نہیں۔ دیکھئے سورۃ النحل:۴۳

۱۳) سعود اشرف عثمانی دیوبندی نے محمد تقی عثمانی کی انگریزی کتاب کے اردو ترجمے میں لکھا:" يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَ أُولِي الأَمْرِ مِنْكُمْ "

(حجیتِ حدیث ص ۱۳)

حالانکہ قرآن مجید میں "... اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ... " لکھا ہوا ہے۔
دیکھئے سورۃ النساء آیت:۵۹، یعنی یہاں "و اطیعوا " رہ گیا ہے۔

تنبیہ: اسی کتاب کے صفحہ ۵۴ پر یہ آیت "و اطیعوا "کے اضافے کے ساتھ صحیح طور پر لکھی ہوئی ہے۔

۱٤) سعود اشرف عثمانی نے کہا:" وَمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ... "(حجیتِ حدیث ص ۱٦)

حالانکہ قرآن میں " اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ... "ہے۔ دیکھئے سورۃ النور:۵۱

تنبیہ: یہ آیت اسی کتاب کے صفحہ ۷۰ پر "انما "کے لفظ کے ساتھ ٹھیک طور پر لکھی ہوئی ہے۔

۱۵، ۱٦) سعود اشرف نے کہا:

" وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ "(حجیتِ حدیث ص ۱۸، اور ص ۲۲)

حالانکہ یہ آیت واو کے اضافے کے بغیر سورۃ النساء:۸۰ میں لکھی ہوئی ہے۔

۱۷) سعود اشرف عثمانی نے کہا:

''ایک اور نطقہ نظر پیش کیا جاتا رہا ہے اور وہ یہ کہ...'' (حجیتِ حدیث ص۹۰)

صحیح لفظ نقطۂ نظر ہے۔ دیکھئے علمی اردو لغت ص ۱۵۲۰

۱۸) سعود اشرف نے لکھا: ''... وَاتَّبَعُوْهُ'' (حجیتِ حدیث ص۲۳)

حالانکہ قرآن میں ''... وَاتَّبِعُوْهُ'' یعنی زیر کے ساتھ ہے۔ دیکھئے سورۃ الاعراف:۱۵۸

۱۹) دیوبندیوں کے مکتبہ رحمانیہ لاہور سے شائع شدہ صحیح مسلم کے ترجمے میں لکھا ہوا ہے کہ ''...لوگوں میں بہترین زندگی اُس شخص کی ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے اللہ کی پشت پر اللہ کے راستہ میں اُڑا جارہا ہو۔'' (ج۳ ص۱۸۹ حدیث:۴۸۸۹)

حالانکہ یہ کمپوزنگ کی بڑی فاش غلطی ہے جبکہ صحیح لفظ ''اس کی پشت پر'' یعنی گھوڑے کی پشت پر ہے۔

۲۰) تقی عثمانی اور سعود اشرف عثمانی نے کہا:

''حضرت جابرؓ کے مشہور شاگر قتادہؒ فرماتے ہیں۔'' (حجیتِ حدیث ص۱۴۴)

صحیح لفظ شاگر نہیں بلکہ شاگرد ہے۔ یاد رہے کہ قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے شاگرد نہیں تھے بلکہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے اُن کی ملاقات ہی ثابت نہیں ہے۔

بہر حال یہ ایک علمی غلطی ہے۔

۲۱) عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے کہا:

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث موقوف صحیح مسلم میں مروی ہے کہ قرأت فاتحہ ہر رکعت میں ضروری ہے اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ وَرَاءَ الْاِمَامِ'' (تذکرۃ الرشید ج۱ ص۹۲)

یہ حدیث صحیح مسلم میں نہیں بلکہ موطأ امام مالک اور سنن ترمذی وغیرہما میں موجود ہے۔

۲۲) صوفی عبدالحمید سواتی دیوبندی نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک حدیث ''فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهٖ .'' کی درج ذیل تخریج لکھی:

”(ابوداود ج ا ص ۲۰، مستدرک حاکم ج ا ص ۱۶۹ و مسلم ج ا ص ۱۳۴)“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ابوداود اور حاکم والی یہ روایت بلحاظِ سند ضعیف بھی ہے اور صحیح مسلم میں موجود بھی نہیں ہے۔ صحیح مسلم کے محولہ صفحے پر سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ضرور لکھی ہوئی ہے کہ ” ومقدّم رأسه وعلٰی عمامته “ (ج ا ص ۱۳۴)

اور عمامے پر مسح کا دیوبندی حضرات انکار کرتے ہیں حالانکہ صحیح مسلم کی حدیثِ مغیرہ رضی اللہ عنہ سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

۲۳) محمد یوسف لدھیانوی دیوبندی نے کہا:

”صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے:“

(اختلاف امت اور صراط مستقیم طبع اول ۱۹۹۰ء ج ۲ ص ۴۹)

حالانکہ یہ حدیث صحیح مسلم میں سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے نہیں بلکہ سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم (ج ا ص ۱۷۴)

تنبیہ: اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم کے اضافہ وترمیم شدہ جدید ایڈیشن میں اس غلطی کی اصلاح کر کے ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کا حوالہ لکھ دیا گیا ہے۔ (ج ۲ ص ۶۸)

۲۴۔۲۶) عبدالحمید سواتی نے کہا:

” مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَهُ اللّٰهُ وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَائِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا (زخرف)“ (مقالات سواتی حصہ اول ص ۲۶)

اس آیت کی طباعت میں کئی غلطیاں ہیں جو دیوبندیوں کی مراجعت سے رہ گئی ہیں مثلاً:

اول: وَحْیًا سے پہلے ”اِلَّا“ رہ گیا ہے۔

دوم: آیت کے شروع میں واو رہ گئی ہے۔

سوم: حوالہ زخرف کا دیا گیا ہے حالانکہ یہ آیت سورۃ الشوریٰ میں ہے۔ دیکھئے آیت نمبر ۵۱

۲۷) جمیل احمد نذیری دیوبندی نے تعوذ اور بسم اللہ پڑھنے کے بارے میں لکھا:

”نماز خواہ جہری ہو یا سرّی ان دونوں کو ہمیشہ سرّاً ہی پڑھنا ہے۔“ (نسائی ج ا ص ۱۴۴ عن

عبداللہ بن مسعود)'' (رسولِ اکرم ﷺ کا طریقۂ نماز ص ۱۰۸)

حالانکہ یہ روایت سنن نسائی (ح ۹۰۹) کے محولہ صفحے پر سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نہیں۔

۲۸) تقی عثمانی وغیرہ نے قرآن مجید سے نقل کرتے ہوئے کہا:

''مِنَ الْحَقَّ . ''(تذکرے ص ۱۸)

حالانکہ قرآن میں ''**مِنَ الْحَقِّ**'' زیر کے ساتھ ہے۔ دیکھئے سورۃ المائدۃ: ۴۸

۲۹) محمد عمران صفدر دیوبندی نے قرآن مجید سے نقل کرتے ہوئے کہا:

''من بعد تبین له الهدی'' (دیوبندیوں کا رسالہ: قافلۂ حق سرگودھا ج ۱ ص شمارہ ۲ ص ۳۸)

حالانکہ قرآن میں ''**من بعد ما تبين له الهدى**'' ہے۔ دیکھئے سورۃ النساء: ۱۱۵

تنبیہ: اس مضمون میں آئندہ اس رسالے کا حوالہ قافلۂ باطل کے نام سے لکھا جائے گا جو کہ حقیقت کے عین مطابق ہے۔

۳۰) محمد عمران صفدر دیوبندی نے سورۃ الحدید سے نقل کیا:

''واللہ بما تعلمون خبیر''(قافلۂ باطل ج ۱ شمارہ ۲ ص ۳۸)

حالانکہ قرآن میں ''**واللّٰه بما تعملون خبير**'' یعنی میم کی تقدیم سے ہے۔ دیکھئے سورۃ الحدید: ۱۰

۳۱) سرفراز خان صفدر نے سورۃ ھود سے نقل کیا:

''وَلَا تَسْئَلْنِيُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ'' (سماع الموتیٰ طبع ۱۹۹۷ء ص ۹۹)

حالانکہ قرآن مجید میں ''**فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ**'' ہے۔ دیکھئے سورۃ ھود: ۴۶

۳۲) سرفراز خان نے کہا:

''قرآن کریم میں انك لا تسمع الموتیٰ اور ولا تسمع من فی القبور کے ظاہری الفاظ سے معاملہ مشکل معلوم ہوتا ہے...'' (سماع الموتیٰ ص ۱۷۹)

حالانکہ ''**ولا تسمع من فی القبور**'' کے الفاظ والی کوئی آیت قرآن کریم میں موجود

نہیں، ممکن ہے سرفراز خان صاحب کی مراد آیت " وَمَآ اَنۡتَ بِمُسۡمِعٍ مَّنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ "
(فاطر:۲۲) ہو، جسے سرفراز صاحب نے غلطی سے الفاظِ بالا میں لکھ دیا ہو۔ واللہ اعلم

۳۳) عبدالغفار نامی ایک دیوبندی نے کہا:

" کما قال اللّٰہ تعالٰی " الا لعنۃ اللّٰہ علی الکذبین " " (قافلۂ باطل ج ا شمارہ ۲ ص ۵۷)

حالانکہ ان الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کلام ثابت نہیں ہے بلکہ قرآن مجید میں تو " اَلَا لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیۡنَ " لکھا ہوا ہے۔ دیکھئے سورۃ ھود:۱۸

تنبیہ: میری کتاب "امین اوکاڑوی کا تعاقب" میں "معاذ اللہ، استغفر اللہ، الالعنۃ اللہ علی الکاذبین" کے الفاظ میرے اپنے لکھے ہوئے ہیں، یہ الفاظ نہ قرآن ہیں اور نہ حدیث بلکہ میرا کلام ہیں اور یاد رہے کہ ان الفاظ کو عربی رسم الخط میں نہیں بلکہ اردو رسم الخط میں لکھا گیا ہے۔ دوسری طرف عبدالغفار دیوبندی نے اپنی عبارت کو "قال اللّٰہ تعالٰی " یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کے ساتھ لکھا ہے۔

۳۴) ابوسعد الشیر ازی (؟) دیوبندی نے ۹۱۱ھ میں فوت ہونے والے علی بن احمد السمہودی (کی کتاب وفاء الوفاء ج۴ ص ۱۷۸) سے نقل کیا:

"وروہ ابن عبدالبر و صحھحہ کما نقلہ ابن تیمیۃ ... " (قافلۂ باطل ج ۲ شمارہ ۴ ص ۱۷)

حالانکہ وفاء الوفاء میں " **ورواہ ابن عبدالبر و صححہ کما نقلہ ابن تیمیۃ** " لکھا ہوا ہے۔ (ج ۴ ص ۱۷۸، مطبوعہ دار الکتاب العلمیۃ بیروت لبنان)

یعنی ابوسعد یا کمپوزر سے الف رہ گیا ہے اور صححہ بھی غلط لکھا ہے۔

۳۵) عبدالغفار دیوبندی نے صحیح بخاری سے ایک باب نقل کیا ہے:

" باب لبس الحریر للرجال وقد مایجوز منہ . " (قافلۂ باطل ج ا شمارہ ۲ ص ۵۴)

حالانکہ صحیح بخاری میں " ...وقد رما یجوز منہ " لکھا ہوا ہے۔ (درسی نسخہ ج ۲ ص ۸٦۷ قبل ح ۵۸۲۸) یعنی قدر کی راء رہ گئی ہے۔

۳٦) احمد رضا بجنوری دیوبندی نے کہا:

''فتح الباری (ج ۷) ص ۱۳۹ میں بھی حدیثِ نزول وصلوۃِ بیت اللحم نسائی، بزار وطبرانی کے حوالہ سے ذکر ہوئی ہے، مگر کچھ ابہام کے ساتھ، اور غالباً اسی سے علامہ ابن القیم نے غلط فائدہ اٹھایا ہے، واللہ اعلم۔'' (ملفوظات محدّث کشمیری ص ۱۸۳)

عرض ہے کہ علامہ ابن القیم ۷۵۱ھ میں فوت ہوئے تھے اور حافظ ابن حجر ۷۷۳ھ میں پیدا ہوئے، لہٰذا دیوبندی بتائیں کہ کس نے غلط فائدہ اٹھایا ہے؟

۳۷) راقم الحروف نے اپنی کتاب ''تعداد رکعاتِ قیامِ رمضان کا تحقیقی جائزہ'' میں حافظ ابن حجر کی کتاب الدرایہ کا حوالہ لکھا ہے۔ دیکھئے طبع اولیٰ ص ۳۷، طبع دوم ۲۰۰۶ء ص ۵۱

لیکن حبیب اللہ ڈیروی کی کتاب تنبیہ الغافلین میں میرے حوالے سے ''الداریہ'' لکھا ہوا ہے۔ دیکھئے مطبوعہ دسمبر ۲۰۰۴ء ص ۲۲

۳۸) حبیب اللہ ڈیروی نے لکھا:

''علامہ نورالدین ھیثمیؒ نے بھی مجمع الزوائد ص ۱۰۳/ ج ۲ میں معجم طبرانی کبیر کے حوالے سے بکل اصبعین (ہر دو انگلیوں سے اشارہ کرے) نقل کیا ہے اور'' (تنبیہ الغافلین ص ۸۶)

حالانکہ مجمع الزوائد کے محولہ صفحے پر ''بکل اصبع حسنة أو درجة'' لکھا ہوا ہے یعنی اصبعین نہیں بلکہ اصبع ہے۔ (مطبوعہ ۱۹۸۲ء/۱۴۰۲ھ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

تنبیہ: ہیثمی ش کے ساتھ نہیں بلکہ ث کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔

۳۹) عبدالغنی طارق لدھیانوی دیوبندی نے اپنی شادی کی دوسری رات میں کہا:

''فرمان نمبر ا۔ علیکم بسنتي وسنتي الخلفاء الراشدین'' (ترمذی)'' (شادی کی پہلی دس راتیں ص ۱۰)

سنن ترمذی میں یہ حدیث ''علیکم بسنتي و سنتي الخلفاء الراشدین'' کے الفاظ سے نہیں بلکہ ''**فعلیه بسنتي و سنة الخلفاء الراشدین**'' کے الفاظ سے موجود ہے۔ دیکھئے حدیث نمبر ۲۶۷۶

۴۰) دیوبندیوں کے ممدوح ابن الترکمانی حنفی نے صحیح مسلم کی طرف ایک حدیث کو منسوب کیا تو امین اوکاڑوی نے کہا:

"اس حدیث کو محدث ابن ترکمانی نے مسلم شریف کے حوالہ سے لکھا۔ حالانکہ یہ حدیث اس راوی سے مسلم میں نہیں ہے۔" (تجلیات صفدر ج۴ ص ۲۴۷)

٤١) سیف اللہ اکرم دیوبندی نے طارق جمیل کے واقعات بیان کرتے ہوئے آیت لکھی:

"... كُلَّمَا دَعُوْتُهُمْ ..." (حیرت انگیز اور نا قابل فراموش واقعات ص ۴۳)

حالانکہ قرآن میں " دَعَوْتُهُمْ "یعنی عین کی زبر کے ساتھ ہے۔ دیکھئے سورۃ نوح: ۷

٤٢) حبیب اللہ ڈیروی نے مشہور اہلِ حدیث عالم مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کے بارے میں کہا: " البتہ اثری صاحبؓ نے ترجمہ اردو صحیح کیا ہے۔"

(توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۶۱ طبع اول ۲۰۰۲ء)

عرض ہے کہ اثری صاحب صحابی نہیں ہیں اور زندہ موجود ہیں، ان کے ساتھ ؓ یعنی رضی اللہ عنہ والی علامت لکھنا عجیب وغریب ہے۔ یہ وہی اثری صاحب ہیں جن کے بارے میں ڈیروی نے (بکواس کرتے ہوئے) اسی کتاب میں لکھا ہے:

"کاش ظالم انسان تجھے ماں نے نہ جنا ہوتا۔" (دیکھئے توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۲۰۳) !!

٤٣) حبیب اللہ ڈیروی نے امام المغازی محمد بن اسحاق بن یسار رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا: "...دراصل محمد بن اسحاق ہے جو کہ مشہور دلا ہے" (توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۱۱۷)

حبیب اللہ ڈیروی نے ہمارے پاس خود آکر کہا تھا کہ یہ کمپوزنگ کی غلطی ہے۔

٤٤) حبیب اللہ نے اپنی کتاب "نور الصباح حصہ دوم" کی کمپوزنگ ساتھ بیٹھ کر کرائی۔ دیکھئے ص ۱۰، اس کتاب میں حبیب اللہ نے اکمال المعلم بفوائد مسلم نامی کتاب کے بارے میں لکھا ہے: " لا كمال المعلم بفوائد مسلم " (نور الصباح حصہ دوم ص ۳۲۲)

اس کتاب کی فہرست میں سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے لئے " جابر بن ثمرہ" ث کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ دیکھئے ص ۴

٤٥) خصیب بن جحدر نامی ایک کذاب راوی کا ذکر کرتے ہوئے فقیر اللہ دیوبندی نے لکھا ہے: " یہ خطیب بن جحدر کی روایت ہے جسے محدثین نے جھوٹا کہا ہے۔"

(نماز میں بتدریج ترک رفع یدین ص ۱۸۶)

حالانکہ خصیب صاد کے ساتھ ہے، طاء کے ساتھ نہیں۔

٤٦) مشکوٰۃ المصابیح (ص ۳۱ ح ۱۸۶) میں ایک حدیث ہے:

"ترکت فیکم أمرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب اللّٰه وسنة رسوله"

اس حدیث کو "ملا محمد عمر الحنفی" دیوبندی نے درج ذیل الفاظ میں مشکوٰۃ سے نقل کیا ہے:

"ترکتم الامرین کتاب اللّٰه تعالٰی و سنة رسوله إلخ (مشکواۃ)"

(مسئلہ فاتحہ خلف الامام غیر مقلدین کا دجل وفریب ص ٦)

٤٧) حافظ ابن عبدالبر نے التمہید (ج ۱۱ ص ٤٦) میں محمد بن ابی عائشہ رحمہ اللہ کی بیان کردہ حدیث کے بارے میں لکھا ہے: "**واما حدیث محمد بن ...**"

اس حوالے کو فقیر اللہ دیوبندی نے درج ذیل الفاظ میں نقل کیا ہے:

"و امام حدیث محمد بن ..." (رسالہ فاتحہ خلف الامام علی زئی کا رد ص ۲۲)

٤٨) ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "**یٰٓاَیُّهَا الذین اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ....**" إلخ دیکھئے سورۃ الممتحنہ آیت نمبر ۱۳

اس آیتِ کریمہ کو مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ نے نقل کیا۔ دیکھئے "تحریک آزادیٔ فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی" (ص ٤٧٩)

ابوبکر غازیپوری دیوبندی نے اس کتاب سے اس آیت کو درج ذیل الفاظ میں نقل کیا:

"یا ایها الذین اٰمنوا تتولوا قومًا غضب اللّٰه علیهم ..." (غیر مقلدین کی ڈائری ص ۱۹)

غازیپوری کی نقل میں "لا" رہ گیا ہے جس سے آیت کا معنی اُلٹ گیا ہے۔

٤٩) ابوبکر غازیپوری تقلیدی دیوبندی نے لکھا ہے:

"اور اسی وجہ سے قرآن میں آنحضور کے بارے میں ارشاد ہے:

فـمـا رحمة من اللّٰه لنت لهم ولو کنت فظا غلیظ القلب لا نفضوا من حولك،

(اٰل عمران)" (غیر مقلدین کی ڈائری ص ۵۱)

حالانکہ قرآن مجید میں ''فبما رحمة من اللّٰه لنت لهم '' إلخ ہے یعنی قرآن میں باء موجود ہے جو غازیپوری تقلیدی کی کتابِ مطبوع سے گرگئی ہے۔

نیز دیکھئے سورۃ آل عمران:١٥٩

٥٠) قاری محمد طیب دیوبندی نے کہا:

''اسی کے بارے میں وہ روایت ہے جو صحیح بخاری میں ہے کہ ایک آواز بھی غیب سے ظاہر ہو گی کہ: هذا خليفة الله المهدى ، فاسمعو له و اطيعوه .

''یہ خلیفۃ اللہ مہدیؑ ہیں ان کی سمع وطاعت کرو۔'' (خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۲۳۲)

یہ حدیث صحیح بخاری میں نہیں بلکہ سنن ابن ماجہ (۴۰۷۴) میں ہے اور اس کی سند (سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے) ضعیف ہے۔

یہ پچاس حوالے اس لئے پیش کئے ہیں تاکہ دیوبندیوں کو آئینہ دکھایا جائے کہ کمپوزنگ، کتابت اور تحریر کی نادانستہ غلطیاں جھوٹ نہیں ہوتیں۔

فاعتبروا یا أولی الأبصار (۷/ دسمبر ۲۰۰۸ء)

امام بخاری رحمہ اللہ اور تراویح کے بعد تہجد؟

ایک راوی سے روایت ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ اپنے شاگردوں کو نماز تراویح پڑھاتے تو ہر رکعت میں بیس آیتیں پڑھتے اور اسی طرح ختم قرآن تک سلسلہ جاری رہتا اور سحری کے وقت (تہجد میں) آدھے سے تہائی قرآن تک پڑھتے الخ

(تاریخ بغداد ج ۲ ص ۱۲، ہدی الساری مقدمۃ فتح الباری ص ۴۸۱، حدیث اور اہلحدیث ص ۶۸۳ وغیرہ)

یہ راوی کون ہے؟ اس کے نام میں سخت اختلاف ہے: کسی نے کہا: نسج بن سعید، دوسروں نے کہا: مقسم بن سعید، فسیح بن سعید، مسیح بن سعید، مسبح بن سعید، مقسم بن سعد، شیخ بن محمد (!) اس کا جو بھی نام ونسب ہو، یہ راوی مجہول ہے لہٰذا درج بالا قصہ ضعیف اور غیر ثابت ہے۔ واعظین حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ ایسے ضعیف ومردود قصے لوگوں کے سامنے بیان نہ کریں۔ وما علینا إلا البلاغ (۲۹/ جون ۲۰۰۹ء)

حافظ زبیر علی زئی

عیدین میں بارہ تکبیریں اور رفع یدین

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) نافع (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ میں نے عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر (کی نماز) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ (یعنی آپ کے پیچھے) پڑھی تو آپ نے پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات تکبیریں کہیں اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں۔

امام مالک نے فرمایا: ہمارے ہاں (مدینہ میں) اسی پر عمل ہے۔

(موطأ امام مالک، روایۃ یحییٰ بن یحییٰ ۱۸۰/۱ ح ۴۳۵ وسندہ صحیح، روایۃ ابی مصعب الزہری ۲۳۰/۱ ح ۵۹۰)

اس روایت کی سند بالکل صحیح ہے۔ امام بیہقی نے فرمایا: اور ابو ہریرہ کی موقوف روایت صحیح ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

(الخلافیات قلمی ص ۵۳ ب، مختصر الخلافیات لابن فرح ج ۲ ص ۲۲۰)

ایک روایت میں ہے کہ نافع نے کہا: میں نے لوگوں کو اسی پر پایا ہے۔

(الخلافیات قلمی، ص ۵۵ ا وسندہ حسن، عبداللہ العمری عن نافع: حسن الحدیث وضعیف عن غیرہ)

ایک روایت میں ہے کہ اور یہ سنت ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲۸۸/۳ وسندہ صحیح)

فائدہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی نماز (مطلقاً) پڑھ کر فرماتے تھے: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ ہوں، یہی آپ کی نماز تھی حتیٰ کہ آپ دنیا سے چلے گئے۔ (صحیح بخاری: ۸۰۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نماز کا ہر مسئلہ مرفوع حکماً ہے اور یہی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری نماز تھی لہٰذا اس کے مقابلے میں ہر روایت منسوخ ہے۔

امام محمد بن سیرین (مشہور ثقہ تابعی) نے فرمایا:

"کل حدیث أبي هريرة عن النبي ﷺ" إلخ

ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی ہر حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ (شرح معانی الآثار ۱/ ۲۰ وسندہ حسن)

اس قول کا تعلق سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نماز والی تمام روایات سے ہے جیسا کہ صحیح بخاری (۸۰۳) کی مذکورہ حدیث سے ظاہر ہے۔

خلاصۃ التحقیق: بارہ تکبیروں والی حدیث بالکل صحیح ہے اور مرفوع حکماً ہے اور اس کے مقابلے میں ہر روایت (چاہے طحاوی کی معانی الآثار کی چھ تکبیروں والی روایت ہو) منسوخ ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی تائید میں مرفوع روایات بھی ہیں۔

(مثلاً دیکھئے حدیث ابی داود: ۱۱۵۱، وسندہ حسن)

ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر رکعت میں رکوع سے پہلے ہر تکبیر پر رفع یدین کرتے تھے، یہاں تک کہ آپ کی نماز پوری ہو جاتی۔

(مسند احمد ۲/ ۱۳۴، وسندہ حسن، ماہنامہ الحدیث: ۱۷ص ۶)

اس حدیث سے سلف صالحین (امام بیہقی فی السنن الکبریٰ ۳/ ۲۹۲، ۲۹۳، اور ابن المنذر کما فی التلخیص الحبیر ۲/ ۸۶ ح ۶۹۲) نے (متفقہ یعنی بغیر کسی اختلاف کے) استدلال کیا ہے کہ تکبیراتِ عیدین میں رفع یدین کرنا چاہئے۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۷ھ) نے فرمایا: تمام تکبیروں کے ساتھ رفع یدین کرو۔ (احکام العیدین للفریابی: ۱۳۶، وسندہ صحیح)

نیز دیکھئے کتاب الام للشافعی (۱/ ۲۳۷) مسائل احمد (روایۃ ابی داود ص ۶۰) اور تاریخ یحییٰ بن معین (روایۃ عباس الدوری: ۲۲۸۴)

سلف صالحین کے اس متفقہ فہم کے خلاف بعض جدید محققین اور متحققین کا یہ دعویٰ کہ "تکبیراتِ عیدین میں رفع یدین نہیں کرنا چاہئے" بلا دلیل اور مردود ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے ماہنامہ حضرو: ۱۷ص ۶ تا ۱۷

تنبیہ: کسی ایک صحیح حدیث سے بھی یہ ثابت نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز بغیر تکبیروں کے پڑھی ہو اور یہ بھی ثابت نہیں ہے کہ ان تکبیرات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین نہ کیا ہو۔ (۷/ ستمبر ۲۰۰۹ء)

اعظم المبارکی

معجزۂ شقِ قمر

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ○ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ○ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ﴾ قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا اور اگر وہ (کافر) کوئی نشانی (معجزہ) دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں: یہ تو چلتا ہوا جادو ہے اور انھوں نے (اس معجزے کو بھی) جھٹلا دیا اور اپنی خواہش کی پیروی کی اور ہر کام انجام کو پہنچنے والا ہے۔ (القمر:۱۔۳)

☆ قیامت کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا ہے۔ آپ نے اپنی انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کو ملایا۔ (دیکھئے صحیح بخاری:۴۹۳۶ اور صحیح مسلم:۲۲۵۰ مفہوماً)

☆ رسول اللہ ﷺ کے متعدد معجزات کا ذکر احادیث صحیحہ میں موجود ہے، ان میں سے ایک معجزۂ شقِ قمر ہے جس کا ذکر قرآن کی مذکورہ آیات میں کیا گیا ہے۔

☆ معجزۂ شقِ قمر کی روایات سیدنا انس بن مالک، جبیر بن مطعم، حذیفہ بن الیمان، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ سے مروی ہیں۔ اس معجزے کی احادیث کو حافظ ابن کثیر نے متواتر قرار دیا ہے۔ دیکھئے تفسیر ابن کثیر (۲۸۹/۱۳، نسخہ محققہ)

☆ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہلِ مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے نشانی (معجزہ) کا مطالبہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیئے۔ یہاں تک کہ انھوں نے حرا (پہاڑ) کو ان دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔ (صحیح بخاری:۳۸٦۸، صحیح مسلم:۲۸۰۲)

بعض الناس کا مذکورہ روایت کو مرسلِ صحابی کہہ کر ٹھکرانا باطل ہے کیونکہ مرسلِ صحابی کے حجت ہونے میں محدثین کا اتفاق ہے، کوئی اختلاف نہیں ہے۔

☆ صحیح احادیث اور معجزات کا انکار کرنے والے اپنی خود ساختہ خواہشات کے غلام ہیں۔

☆ ہر اچھے اور شنیع فعل کا فیصلہ عنقریب ہونے والا ہے۔

کلمۃ الحدیث حافظ زبیر علی زئی

اہلِ حدیث کے اصول

اہلِ حدیث کے خلاف بعض جھوٹے اور فتنہ پرور لوگ یہ پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ اہلِ حدیث کے نزدیک شرعی دلیلیں صرف دو ہیں: قرآن اور حدیث/ تیسری کوئی دلیل نہیں'' حالانکہ اہلِ حدیث کے نزدیک قرآن مجید، رسول اللہ ﷺ کی احادیثِ ثابتہ اور اجماعِ امت شرعی دلیلیں ہیں۔

''اہلِ حدیث کے دو اصول: قال اللہ اور قال الرسول'' کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اجماع حجت نہیں ہے بلکہ قال اللہ (قرآن) اور قال الرسول (حدیث) سے اجماع کا حجت ہونا ثابت ہے۔ دیکھئے ماہنامہ الحدیث:۱ص۴

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو مسئلہ کتاب وسنت میں نہ ملے تو لوگوں کا اجماع دیکھ کر اُس پر عمل کرو۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۷/۲۴۰ ح ۲۲۹۸۰ ملخصاً وسندہ صحیح)

سیدنا ابومسعود الانصاری رضی اللہ عنہ نے الجماعۃ (اجماع) کو لازم پکڑنے کا حکم دیا اور فرمایا: بے شک اللہ عزوجل محمد ﷺ کی اُمت کو گمراہی پر کبھی جمع نہیں کرے گا۔

(کتاب المعرفۃ والتاریخ ۳/۲۴۴ وسندہ صحیح)

قرآن وحدیث سے اجتہاد کا جواز ثابت ہے لہٰذا اجتہاد جائز ہے۔ یاد رہے کہ قرآن و حدیث کے صریح خلاف ہر اجتہاد مردود ہے اور قرآن وحدیث کا وہی مفہوم معتبر و حجت ہے جو سلف صالحین سے بالاتفاق ثابت ہے۔ مختصراً عرض ہے کہ اہلِ حدیث کے نزدیک قرآن، حدیث اور اجماع شرعی حجت ہیں۔ اجتہاد جائز ہے، جس کی بہت سی اقسام ہیں مثلاً آثارِ سلف صالحین سے استدلال، قیاس، اَولیٰ غیر اَولیٰ اور مصالح مرسلہ وغیرہ

دیوبندی و بریلوی حضرات کے نزدیک ادلۂ اربعہ حجت نہیں بلکہ امام ابوحنیفہ کی تقلید واجب ہے لہٰذا یہ لوگ ادلۂ اربعہ سے صرف بذریعہ امام ابوحنیفہ ہی استدلال کر سکتے ہیں۔